نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

یہ رسالہ ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۵ | بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۰ء مطابق ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۹

فہرست مضامین

مہدی آخر الزمان اور آجکل کے مسلمان ۱-۱۱ مولوی کرم داد صاحب (دوالمیال)

شیعہ دنیا کے واقعات بے نظیر ۱۱-۲۷ منشی خادم حسین صاحب خادم۔ بھیروی

حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر میں

بعدی سے کیا مراد ہے۔ ۲۷-۳۰ مولوی تاج الدین صاحب لائل پوری

مونگیری اعتراض کا جواب آیت فمن اظلم ۳۰-۳۴ " " " "

ممن افتریٰ کی تشریح

شذرات

۳۴-۳۸ منشی فضل حسین صاحب مہاجر احمدی

تناسخ و کفارہ یسوع

مقاصد قرآن۔

۳۸-۳۹ اقتباس

تشریح حدیث یحثی المال و یفیض المال ۴۰-۴۹ منشی خادم حسین صاحب خادم منصوری

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا۔ چوہدری ... السلام پبلشر نے شائع کیا

منیجر کا ضروری نوٹس

جن صاحبان نے تاحال ۱۹۲۰ء کی قیمت ادا نہیں کی اور انکے نام رسالہ جاری ہے اور پھر جن دوستوں کی قیمت سالانہ جون ۲۰ء تک ختم ہوتی ہے ان سب کے نام اکتوبر کا تشحیذ وی پی ہوگا وصول فرماکر اپنی ذمہ واری سے فارغ ہوں ہم تو خدا کے فضل سے مقررہ حجم سے بڑھ کر ٹھیک وقت پر ایکو رسالہ بھیجتے ہیں اور الحمدللہ کسی پہلو سے بھی شرمندہ نہیں البتہ آپ لوگوں کو فکر کرنی چاہیے ۳۰۰ر ماہوار کیا جبر ہے +

آخر حق غالب آیا

معزز ناظرین تشحیذ کو معلوم ہے کہ ایک شیعہ رسالہ اصلاح کھجوہ نے حضرت عمرؓ کی طرف یہ قول منسوب کیا کہ "یہ شخص (رسول کریمؐ) غلبہ درد سے ہذیان بک رہا ہے" اور اسکا حوالہ دیا (دیکھو صحیح البخاری کتاب المرضیٰ صفحہ ۸۲۶ مطبوعہ دہلی) تو ہم نے ستمبر ۱۹ء کے تشحیذ میں انسے مطالبہ کیا کہ بخاری میں کہاں ایسا لکھا ہے اسکا جواب دو لفظوں میں ہو سکتا تھا یا تو حوالہ ٹھیک بتا دیا جاتا۔ یا اپنی غلطی کو مان لیا جاتا مگر شیعہ کے نزدیک غالباً ایسا کرنا جائز نہیں اسلیے بحث کو اتنا طول دیا کہ خدایا تیری پناہ۔ مگر حق آخر حق ہی ہے اب جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ کے رسالہ اصلاح میں انکے ممتاز الافاضل السید محمد ہارون نے لکھا ہے " یہ ارشاد کہ بخاری میں ان الرجل لیھجر نہیں ہے اگرچہ ایک حد تک درست ہے لیکن " حضرت! یہ لیکن تو رہنے دیجیے ہمارا سوال تو یہ ہے کہ بخاری میں جب قال عمر ان الرجل لیھجر نہیں تو آپنے کس ایمان سے اصلاح میں یہ لکھدیا تھا۔ عمرؓ نے کہا یہ شخص غلبہ درد سے ہذیان بک رہا ہے" اور ساتھ ہی حوالہ بھی دیا صحیح البخاری کتاب المرضیٰ صفحہ ۸۲۶ مطبوعہ دہلی۔ کیا اسکا یہ مطلب نہیں تھا کہ آپ دیدہ و دانستہ لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے تھے کیونکہ بخاری کے مطبع کا نام اور پھر کتاب المرضیٰ اور صفحات دیا گیا پڑھنے والے کو یہ گمان نہیں ڈالتا کہ مضمون نگار نے کتاب کو سامنے رکھکر یہ حوالہ دیا ہے اب جو وہ حوالہ کتاب المرضیٰ صفحہ ۸۲۶ پر تو درکنار تمام صحیح البخاری میں نہیں تو پھر یہ کہنا کسقدر ڈھٹائی ہے اور بے شرمی ہے کہ ایک حد تک موجود نہیں کیونکہ یہ الفاظ باین وصف منسوب الی عمر قطعاً موجود نہیں۔ بہرحال ہم امید کرتے ہیں کہ آیندہ کوئی شیعہ صاحب بخاری کا حوالہ غلط نہیں دیا کرینگے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء

مہدی آخر الزماں اور آجکل کے مسلماناں

ضمیمہ رسالہ تائید الاسلام لاہور بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء میں ابوداؤد کی ایک حدیث کا ترجمہ لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملہ کیا گیا۔ کہ "اب تو روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز سچے مہدی اور امام آخر الزمان نہ تھے" اس لئے ذیل میں پہلے حدیث شریف اور پھر اس کا ترجمہ جو ضمیمہ میں درج ہے۔ نقل کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین اخبار کو معلوم ہو۔ کہ ہمارے مخالف نے جس حدیث کو پیش کیا ہے۔ اس سے تو حضرت اقدس کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔ عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلۃ الی قصعتھا فقال قائل ومن قلۃ نحن یومئذ قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المھابۃ منکم

ولیقذفن اللہ فی قلوبکم الوھن فقال قائل یارسول وما الوھن قال حب الدنیا وکراھیۃ الموت (ابوداؤد) -

الغثاء بالضم المد ما یجیئ فوق السیل مما یحملہ من الزبد والوسخ وغیرہ (حاشیہ ابوداؤد)

(ترجمہ) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے - کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا - کہ ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے - جس میں کفار بلکہ ایک دوسرے کو ممالک اسلامی پر قابض ہونے کے واسطے اس طرح مدعو کریں گے - جیسے کہ دسترخوان پر کھانے کے لئے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں - کسی نے عرض کیا - کہ یارسول اللہ صلعم کیا اسوقت ہماری تعداد قلیل ہوگی - فرمایا نہیں - بلکہ تم اس وقت کثرت سے ہوگے - لیکن ایسے بے بنیاد جیسے کہ رَو کے سامنے خس وخاشاک - اور تمہارا رعب داب دشمنوں کے دل سے اٹھ جائیگا - اور تمہارے دلوں میں سستی پڑجائے گی اور ایک صحابیؓ نے عرض کیا - حضور سستی کیا چیز ہے - آپنے فرمایا - کہ تم دنیا کو دوست رکھوگے - اور موت سے خوف کروگے " حاشیہ ابوداؤد میں غثاء کے معنی جھاگ اور میل کے لکھے ہیں - اس ترجمہ کے بعد اب حضرت اقدس کے ان اشعار کو پڑھیئے "

اب چھوڑدو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

یہ حکم سنکے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اب تم میں خود وہ قوت وطاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی

دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی

حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی

خوانِ تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی
دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی

حدیث کے الفاظ غثا - مہابت - وہن اور شعروں میں قشر - رعب - کسل کو پڑھ کر غور کرو - حضرت مسیح موعودؑ نے ملکوں کی اس تقسیم سے کئی سال پہلے مسلمانوں کو سمجھایا - کہ تمہارے دلوں میں خدا تعالےٰ کی وہ محبت نہیں رہی - دنیا کی حب اور خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑکر تم نے اصل دین کو چھوڑدیا - اس لئے اگر جہاد کروگے - تو ہزیمت اٹھاؤگے

میری اس پیشگوئی کو یاد رکھنا۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے مخالفین بھی اس بات کا اقرار کر رہے ہیں۔ کہ موجودہ زمانہ کے مسلمانان جناب مخبر صادق صلعم کے فرمودہ کے مطابق خس و خاشاک کے مصداق ہیں۔ اور یہی وہ غثاء السیل یعنی جھاگ اور سیل ہیں۔ جن کی حدیث میں پیشگوئی کی گئی۔ لیکن باوجود اس اقرار کے ضمیمہ مذکورہ میں یہ بھی لکھدیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی شامت سے ہم بگڑے گئے۔ (وان تصبهم سيئة يطيروا بموسی ومن معه) ایک روایت کا حوالہ دیکر کہ مہدی معہود ستر ہزار قبیلہ بنو اسحاق کے بہادروں کے ساتھ قسطنطنیہ کو فتح کریگا۔ اخیر ضمیمہ میں لکھا ہے۔ "ہم منتظر ہیں۔ کہ مرزائی صاحبان قسطنطنیہ کو بھی بروزی و ظلی طور پر فتح کر کے مرزا جی کو سچا مہدی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ نہیں"

اعتراض کا جواب سو اول تو جس حدیث کا حوالہ دیا۔ اس میں آنحضرت صلعم نے بنی اسحاق کا ذکر فرمایا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب فارسی الاصل ہیں۔ اور فارسی حضرت اسحاق کی اولاد ہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں صادق ہیں۔ کیونکہ اگر کسی عربی مہدی نے سیدوں کی اولاد سے اس شہر کو فتح کرنا ہوتا۔ تو آپ بنی اسحاق کا ذکر نہ فرماتے۔ دوم۔ حدیث شریف میں آنحضرت صلعم نے صاف فرمادیا۔ لم يقاتلوا بالسلاح ولم يرموا بالسهم (دیکھو مشکوٰۃ) کہ وہ نہ تو کسی ہتھیار کے ساتھ لڑیں گے۔ اور نہ ہی کوئی تیر چلائینگے۔ قالوا لا اله الا الله والله اکبر۔ بلکہ تکبیر۔ تہلیل۔ تسبیح۔ ان کا ہتھیار ہوگا۔ چونکہ ہمارے مخالفین کا عقیدہ ہے۔ کہ مہدی تلوار کے ساتھ لڑائی کریگا۔ اور اس حدیث پیش کردہ میں تلوار کا ذکر نہیں۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ حضرت مرزا صاحب سچے مہدی ہیں۔ جن کی جماعت جناب مخبر صادق صلعم کے فرمودہ کے مطابق توحید اسلامی کو پیش کر کے تثلیث کی عمارت کو نلا رہی ہے۔ تین تکبیرات تثلیث کے مقابلہ میں بیان فرمائیں۔ (سوم) قسطنطنیہ کے متعلق حجج الکرامہ صفحہ ۳۷۵ میں ابن مسعود سے جو مرفوع روایت درج ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ فارس کی طرف سے ایک قوم آکر مشرکوں کے ساتھ نہر سیاہ پر مقابلہ کریگی۔ وتشرکاں

بر نہر دیگر کہ آنرا رقیہ خوانند و آں نہر سیاہ است"۔ سیاہ نہر اور سیاہ جھنڈوں میں اشارہ کہ مہدی کی فوج سیاہی اور قلم کے ساتھ مشرک قوموں کے ساتھ لڑائی کریگی۔ اسی روایت میں ہے "بر جنود یکے رومی در میان ہر دو صف . . . پس ندا کند کہ غلب الصلیب و مردے از مسلماناں میان صفین قایم شود . . . . و آواز دہد کہ بل غلب انصار اللہ واولیاؤہ واو تعالیٰ بر کافراں ازیں قول کہ صلیب غالب آمد۔ غضب فرماید۔ و جبرئیل علیہ السلام در دو لک فرشتہ فرود شود"۔ آخر روایت میں ہے "مسلماناں احاطہ مدینہ کفر کنند شب جمعہ بہ تحمید و تکبیر و تہلیل" اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ میں ہے "اینہا تکبیر برآرند۔ پس دیوار ہائیش بیفتد۔ . . مسجد ہا بنیاد نہند پستر در بلدہ دیگر در آیند"۔ اس سے ظاہر کہ غلب الصلیب کی آواز سُنکر مسلمانوں سے جو شخص آواز دیگا۔ اور دوسری روایت کے مطابق جو اٹھکر سولی کو توڑ دیگا۔ یعنی مسیح موعودؑ کا سر صلیب کے زمانہ میں زمینی نہیں بلکہ آسمانی لشکروں کے ساتھ اسلام کو فتح حاصل ہوگی۔ اور مدینہ کفر کی دیواروں کو توپوں سے نہیں۔ بلکہ لا الہ الا اللہ کے گولوں سے منہدم کیا جائیگا۔ تثلیث کے مقابلہ میں توحید کا ہتھیار چلانیوالے فاتحین مدینہ کفر میں قلعہ نہیں۔ بلکہ مسجد کی بنیاد قایم کرینگے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ کہ ان میں نہ کوئی نائم ہوگا۔ نہ جالس۔ یہی تعریف ان بہادروں کی لیعیاہ باب ۲۶ میں موجود ہے۔ اس لئے رہبانان لیل و شیران نہار یہ نہیں کہ سب کے سب اسی شہر میں بیٹھے رہیں۔ بلکہ بنیاد مسجد کے وقت بلدہ دیگر (امریکہ) کا رُخ کرینگے۔ ایک اور روایت میں آیا ہے۔ کہ جب مسلماناں عیسائیوں کے ساتھ مرج میں اترے ہوئے ہونگے۔ تو اس وقت غلب الصلیب کی آواز کو سُنکر مسلمانوں سے ایک شخص کھڑا ہوگا۔ اور مرج کے معنے ہیں۔ المرج الارض الواسعۃ ذات النبات تمرج فیہا الدواب۔ ای تسرح مختلطۃ کیف شاءت۔ واقعات نے جواس کی حقیقت سمجھائی وہ یہ کہ عیسائی مذہب نے اعتقادی طور پر حضرت عیسےؑ کے بارہ میں مسلمانوں کو اپنے قریب اور عملی حالت میں شل دواب کے پاکر ایسی چال اختیار کی۔ کہ مسلمانوں سے لاکھوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس خرابی کو دیکھکر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں سے ایک شخص کو مبعوث فرمایا۔ جس نے

دلائل اور براہین کے حربہ کے ساتھ صلیبی عقیدہ کا رد کیا۔ تمام مسلمانوں سے صرف ایک شخص کا مقابلہ کیلئے کھڑا ہونا بتاتا ہے۔ کہ اس وقت کے اہل اسلام عقیدہ میں عیسائیوں کے ساتھ ایسا ملاپ کرینگے۔ کہ غلبۃ الصلیب کی آواز کو سنکر اُف تک نہ کرینگے۔ ہاں جری اللہ فی حلل الانبیاء کے [illegible]رنے سے کچھ لوگ جو دعا۔ دلائل کے اسلحہ سے غافل سوئے ہوئے ہونگے۔ اُٹھ کھڑے ہونگے۔ مگر بعض بدنصیبوں کے حق میں آیا ہے لایتوب اللّٰہ علیہم ابدًا۔ ایک اور حدیث میں اس پہلو ان خدا کا ذکر اس طرح آیا ہے۔ فینزل منہم رجل ... فیجد ہم موتٰی فیناد ہم الا التنوا الخ (ابن ماجہ) موتی سے ظاہر کہ وہ آکر اس قوم کو جو مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہوگی۔ دینی رنگ میں مردہ پائیگا اس لئے مسلمانوں کو آواز دیگا۔ کہ آؤ میری دعا۔ دلائل کا اثر دیکھو۔ کہ کسطرح شرک کی گندگی کو توحید کا پانی زمین سے دور کرتا ہے۔ اور دردبھری آہیں پرندوں کی شکل میں نمودار ہو کر تمہیں فتح (اعجاز) کا نظارہ دکھاتی ہیں۔ بلکہ تمہارے چوپائے (جاہل۔ بے علم) آج میری تعلیم کی برکت سے دنیا کے ان عقلمندوں کا جو بلحاظ دین کے موتٰی میں داخل ہیں گوشت کھائینگے۔ یعنی ان کی بیدینی کو دیکھکر ان کی برائیوں کو بیان کرینگے۔ (چہارم) جن مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ عنقریب مہدی ظاہر ہو کر قسطنطنیہ کو فتح کریگا۔ ان کے عقیدہ کے مطابق اسلام کے لئے اس سے بڑھکر خطرناک دن آنیوالے ہیں۔ کیونکہ یہہ لوگ مانتے ہیں۔ کہ آئندہ کسی یہودی یا عیسائی کے ہاتھ سے نہیں۔ بلکہ ایک ایسے شخص کے ہاتھ سے جو ابوسفیان کی اولاد سے ہوگا۔ مدینہ منورہ وغیرہ مقامات تباہ اور ویران ہونگے۔ ذیل کی روایات پر غور کرو۔

(۱) ویبعث الیہ بعث من اہل الشام فیخسف بہم بالبیداء بین مکۃ والمدینۃ (ابوداؤد) چوں سفیانی خبر ظہور وے علیہ السلام بشنود۔ ..... ایں لشکر تا سہ روز مدینہ را استباحت گرداند۔ و قتال کند۔ و مہدی را جستجو نماید۔ و از مدینہ برآمدہ در طلبش قصد مکہ کند۔ چوں در بیداء نام وادی برسد اول و آخر و اوسط ہمہ بہ زمین فرو رود۔ و احدے نجات نیابد۔ مگر مردیکہ نذیر سفیانی و بشیر مہدی باشد (حجج الکرامہ)

ہمارے بہائیوں کو مدینہ منورہ کا ویران ہونا منظور ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کے دعوٰی کو ماننا مشکل۔ افسوس۔ حالانکہ مدینہ سے مکہ پر چڑھائی کرنیوالے لشکر کا واقعہ گذر چکا۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اسوقت لشکر والے اتنا بھی نہ سوچینگے۔ کہ یہ آخری زمانہ ہے قسطنطنیہ پر مخالفوں کا قبضہ ہو چکا۔ آسمان سے ھذا خلیفۃ اللہ المھدی کی آواز آ رہی ہے۔ دُور دُور سے لوگ بیعت کے لئے مکہ میں جمع ہو رہے ہیں۔ اور مہدی کے ظہور کا بھی یہی مقام ہے۔ ہم عرب ہی سے اٹھکر کیوں اس پر حملہ کرتے ہیں۔ سنو! مکہ یعنی اسلام میں جب مہدی کا ظہور ہوا۔ تو مدینہ سے ایک لشکر یعنی آنحضرت صلعم کی پیروی کا دعوٰے کرنے والے مسلمانوں نے اس پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ آخر بیدا یعنی ایسے زمانہ میں جس میں بڑے بڑے پہاڑ بھی اڑ کر زمین ہموار بن رہی ہے۔ آکر زمین میں غرق یعنی ذلیل ہو گئے۔ جس کا خود ان کو اقرار ہے۔ اب صرف دو شخصوں منذر و بشیر یعنے جماعت احمدیہ نے جو زمین میں رہنے والوں کے مقابلہ میں بہت ہی قلیل ہے۔ نجات حاصل کی۔ جو ایک طرف مہدی پر حملہ کرنیوالوں کو اس جماعت کے مبلغین ڈرا رہے ہیں کہ اس ذلت سے عبرت حاصل کرو۔ اور دوسری طرف یورپ والوں کو مسیح موعودؑ کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ (۲) مغربی در تفسیر خود زیر کریمہ و لو تری اذ فزعوا۔ الخ۔ گفتہ نزول ایں آیتہ در حق سفیانی ست۔ ۔ ۔ خدا تعالےٰ ایمان از دلِ وے و لشکریان وے محو سازد۔ ۔ ۔ ۔ سی ہزار زن دوشیزہ۔ ۔ ۔ ۔ صبح دم آنہا را برہنہ سر در بازار بفروشند۔ ۔ ۔ ۔ مدینہ را محاصرہ کند۔ و قتل عظیم در شہر واقع شود۔ تا آنکہ مردے و زنے از اہل بیت کشتہ شود۔ نام آں مرد محمدؐ یا علیؓ باشد و نام زن فاطمہ و ایں ہر دو را برہنہ بر دار کشند۔ خدا تعالےٰ را سخت بخشم در آید۔ و ولی خدا ایں خبر دریافتہ۔ ۔ ۔ بر آید و مردم از ہر سو و از ہر زمین ہمچو ناقہ بسوئے بچہ فراہم شوند۔ وے چوں در مکہ رسد۔ آنوقت اقامت نماز گفتہ باشند او را گویند۔ کہ امام شو۔ وے گوید۔ من امام نمے شوم۔ شما ہمانید کہ عہد شکستید و غدر انداختید۔ ۔ ۔ ۔ و اما بعد از اں مردم بر بیعت او ندائی کنند۔ ہمچو ندائی شتراں تشنہ بر حیاض یوم الورود (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۷)

(۲) مجاہد گفتہ ۔ بیروں نیاید مہدی تا آنکہ کشتہ شود نفس زکیہ و چوں کشتہ شود وے غضب کند بر ایشاں آنکہ در آسمان ست و بیایند مردم پیش مہدی و بشتاب برند ۔ او را ۔ ۔ ۔ ۔ واخرج نحوہ نعیم بن حماد عن عمار بن یاسر و لفظ وے اینست ۔ چوں کشتہ شود نفس زکیہ و برادر وے در مکہ بطریق ضیعہ ندا کند منادی از آسمان کہ امیر شما فلان ست و آں مہدی باشد ۔ ۔ ۔ شیخ علی تقی رح در رسالہ خود نوشتہ کہ پیش از ظہور مہدی علامتے چند باشد یکے آنکہ سید بیگناہ ہاشمی میاں حجر اسود و مقام ابراہیم کشتہ شود ۔

(۳) بعدہ سفیانی فساد دراز کند ۔ و اظہار کفر نماید تا آنکہ در روز روشن در مسجد دمشق بازناں ۔ ۔ ۔ بر مجلس شرب خمر تا آنکہ زنے آمدہ بر زانوے سفیانی در محراب مسجد بنشیند ۔ و مردے مسلم برخاستہ بگوید وائے بر شما کافر شدید بعد ایمان آوردن ایں حلال نیست ۔ سفیانی ازجا برخاستہ گردن او ہم در مسجد بزند ۔ ۔ ۔ و منادی از آسمان ندا کند ۔ کہ اے مردماں خدا تعالےٰ والی ساخت بر شما خیر امت محمد صلعم را پس لاحق شوید او را بمکہ مکرمہ کہ او مہدی ست و نام او احمد بن عبد اللہ است (بد منہ ۳۴۶) (بد منہ ۳)

فتنہ سفیانی کی فکر کرو

سکرٹری انجمن تائید الاسلام جو اپنے ضمیمہ میں لکھتا ہے ۔ کہ مرزائیوں کی شامت اعمال کے سبب سے قسطنطنیہ مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا وہ اپنے مسلمانوں کی حالت پر غور کرے ۔ اور مسلمان بھی عرب و شام کے ہم پوچھتے ہیں ۔ کہ اگر روایات متعلقہ سفیانی و مہدی و عیسےٰ کا یہی مطلب ہے ۔ جو تم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے ۔ تو پھر بجائے اس کے کہ تم قسطنطنیہ کے بارہ میں عیسائی سلطنتوں اور احمدیوں کو برا بھلا کہو ۔ تمکو یہ کوشش کرنی چاہیئے ۔ کہ مکہ ۔ مدینہ ۔ بغداد ۔ کوفہ دمشق وغیرہ مقامات میں اپنے واعظین بھیجکر اس سفیانی فتنہ سے وہاں کے لوگوں کو آگاہ کرو ۔ کہ اب امام آخر الزماں کے ظہور کا وقت قریب ہے ۔ اور اس کے ساتھ ایک سفیانی کی نسبت بھی بہت سی پیشگوئیاں کتابوں میں درج ہیں ۔ اس لئے تمکو ہشیار رہنا چاہیئے ۔ کہیں اس کے فریب میں نہ آجانا ۔ کیونکہ عیسائی اگر اسلامی ممالک پر قابض

ہو گئے ہیں۔ تو انہوں نے نہ تو کہیں عورتوں کے پیٹ چاک کئے۔ اور نہ ہی معصوم بچوں
کو قتل کیا۔ بخلاف سفیانی کے "تا آنکہ شکم زناں را بدرد و کودکاں را بکشد" اور نہ عیسائیوں
نے کسی عورت کو برہنہ سر بازار میں فروخت کیا۔ ایسا ہی اگر حضرت مرزا صاحب نے
مہدی معہود ہونے کا دعوے کیا۔ تو سوائے اس کے کہ انہوں نے اپنے دعویٰ کے
ثبوت میں عقلی و نقلی دلائل پیش کر کے مسلمانوں کی اعتقادی و عملی کمزوریوں کو دور فرمایا
اور ان کو نرمی اور صلح کی تعلیم دی۔ کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ لہذا سیکرٹری
اور اس کے ہمخیالوں کو سفیانی فتن کے انسداد کی فکر کرنی چاہئے۔ اور اگر کہو۔
کہ ان باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ تو پھر امام آخر الزمان کے ظہور کے لئے تمہاری
دعا کے یہ معنے ہونگے۔ کہ یا الہی اسلامی ممالک کی تقسیم اور قسطنطنیہ پر مخالفوں کے
قابض ہونے کی پیشگوئی تو ہمنے اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ لی۔ اب
بار خدایا وہ دن کب آئینگے۔ کہ سفیانی لوگوں کے ہاتھوں سے مدینہ کی گلیوں میں
سادات کے خون کی نہریں چلینگی۔ اور دمشق کی مسجدیں ... مجلس شراب مسلم
نفس زکیہ۔ محمدؐ کے مارے جانے اور ایک بیگناہ سیّد ہاشمی کے حجر اسود اور مقام
ابراہیم کے درمیان قتل ہونے کی خبریں ہمارے کانوں میں پہونچینگی۔ تاکہ ہمارے
مضطر اور بیقرار دلوں کو تسکین اور تسلی حاصل ہو۔ کہ اب ہمارا امام مکّہ میں ظاہر ہو کر
مدینہ پر چڑھائی کریگا۔ خدایا وہ دن جلد لا۔ کہ عرب و شام کے مسلمانوں سے مرتد کافر ہو کر
سفیانی ظالم کے ساتھ ملنے والوں کے مقابلہ میں ہمارا امام اپنے ساتھیوں سے بھی
تیسرا حصہ بھگوڑوں کا چھوڑ کر سو سے ننانوے کی قربانی کرتا ہوا قسطنطنیہ کی دیواروں
پر اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ لیکن ہمارے بھائیوں کیلئے یہ فتح بھی چنداں خوشی کا موجب
نہ ہوگی۔ ساتھ ہی دجالی فتنہ کھڑا ہو جائیگا۔ اور ستر ہزار جبہ پوش امّت محمدیہ سے نکل کر
دجال کے ساتھ جا ملینگے۔ امام صاحب اور آپ کے ساتھیوں میں اس شیطان کے مقابلہ کی طاقت
نہ ہوگی۔ اس لئے بنی اسرائیلی نبیوں میں سے ایک نبی یعنی حضرت عیسےٰ کو آسمان سے اترنا پڑیگا
حضرت عیسےٰ اپنے ساتھیوں کے چہروں سے گرد و غبار جھاڑ رہے ہونگے۔ کہ دفعتہً وحی

نازل ہوگی۔ یاجوج ماجوج آتے ہیں۔ کوہ طور کی طرف بھاگ جائیو۔ وہاں بھوکے پیاسے اپنی زندگی کے دن گذارینگے۔ آخر ایک آگ ظاہر ہوگی۔ جو لوگوں کو سؤر بندروں کے ساتھ اکٹھا کریگی معلوم نہیں۔ یہ سؤر حضرت عیسےٰ سے کس طرح بچ جائینگے۔

پیشگوئی کی اصل حقیقت

الغرض فتح قسطنطنیہ کی لئے ایسے مہدی کا انتظار کرنا جس کے آنیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تباہی اور ویرانی لازم آئے۔ مسجدوں اور کوچوں میں بیگناہ انسانوں کے خون بہائے جائیں میں نہیں سمجھتا۔ کہ کوئی عقلمند اور اسلام کا سچا خیرخواہ ایسے عقیدہ کا معتقد ہو۔ بھائیو جس مسلم محمدؐ۔ نفس زکیہ سیّد کے مارے جانے کی پیشگوئی تھی۔ وہ پوری ہوچکی۔ اور جس احمد۔ ولی خدا۔ مہدی نے آنا تھا۔ وہ آگیا۔ مکہ۔ مدینہ۔ دمشق کے ناموں سے اصل مطلب کے سمجھنے میں ٹھوکر نہ کھاؤ۔ پیشگوئیوں میں عجیب راز ہوتے ہیں۔ اسلام ہی وہ مسلم۔ محمدؐ تھا جس کو مسجد کے مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے مار ڈالا۔ اس کی اس حالت کو دیکھ کر خدا نے اپنے ایک ولی یعنی مہدی کو بھیجا۔ کسوف خسوف کے رنگ میں آسمانی آواز بھی تمہارے کانوں میں پہنچا دی۔ سورج۔ چاند کو کیوں سیاہ کرکے دکھایا۔ تاکہ تم خداتعالےٰ کے غضب سے ڈر جاؤ۔ اور من عادلی ولیاً فقد اذنتہٗ بالحرب کو یاد کرو۔ اس ولی خدا یعنی احمد کو تم اس نشان کے سبب سے شناخت کرسکتے ہو۔ کہ جب تم نے اس کو اپنے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کے لئے کہا۔ تو اس نے "من امام نمے شوم شما ہمانید کہ عہد شکستید" کا جواب دیکر تم سے علیحدگی اختیار کی۔ کہ میں ایسے غداروں کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اور نہ ان مردوں کا امام بننا چاہتا ہوں۔ کہ جنہوں نے عہد تو یہ کیا تھا۔ کہ ہم دمشق کے شرقی منارہ پر اترنے والے عیسیٰ نبی اللہ کے ساتھ ہوکر دنیا کے سامنے اپنے آقا و مولےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے کا ثبوت اس طرح پیش کرینگے۔ کہ اگر کوئی حق کا پیاسا ہے۔ تو وہ آج جناب محمد صلعم کے ایک غلام کے حوض پر حاضر ہو۔ مگر افسوس کہ اس عہد کی پرواہ نہ کی۔ اور دمشق کی مسجد میں بیچارے مسلم کو مار ڈالا۔ اور مدینہ میں محمدؐ کو برسرِ دار پر کھینچا۔ اور مکہ میں ایک بیگناہ

سنید کو قتل کیا۔ یعنی دمشقی فساد۔ اور صلیبی فتنہ میں مبتلا ہو کر اسلام کی بے حرمتی کی۔ پس تمہاری اس عہد شکنی اور غداری کی وجہ سے تم سے علیحدہ نماز پڑھنے والا ولی خدا جس کے حوض نبوت پر پیاسے اونٹوں کی طرح دور دور سے لوگ وارد ہو رہے ہیں۔ یعنی وہ مہدی معہود اور مسیح موعود ہے۔ کہ جب مولویوں پادریوں نے اپنے فتنہ کی تیغ بیدریغ سے اسلام کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ تو خدا تعالےٰ نے اس کو وقت پر بھیجدیا۔ تاکہ اس مردہ کو زندہ کرے۔ "مردے وزنے از اہل بیت کشتہ شود" کے جواب میں حضرت مسیح موعود کے اس الہام کو پڑھو۔ یقیم الشریعۃ و یحیی الدین۔ یہ جو بعض روایات میں آیا ہے۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں کعبہ ویران ہوگا" از کعب آمدہ کہ وقوع ایں خواب در زمن عیسےٰ علیہ السلام باشد (حجج الکرامہ صد ۴۲۵) اور آنحضرت صلعم کے منبر پر لومڑی جھٹ کر بیٹھ جائیگی۔ اور کوئی اس کو اٹھانیوالا نہ ہوگا۔ (لا تقوم الساعۃ حتی یجیئ الثعلب فیربض علی منبر النبی صلعم فلا ینہضہ) کتے بھیڑیئے۔ درندے مسجد نبوی میں کسی کو نماز نہ پڑھنے دینگے۔ (لا تقوم الساعۃ حتی یغلب علی مسجدی ھذا الکلاب والذیاب والضباع فیمر الرجل ببابہ فیرید ان یصلی فیہ فما یقدر علیہ) یہاں منبر مسجد میں اسلام کا حال بتایا گیا۔ جب تک دنیا آباد ہے۔ یہ کبھی نہ ہوگا۔ کہ جنگل کے درندے حضور کی مسجد کو اپنا مسکن قرار دیں۔ اور نماز پڑھنے والا مومن ان کو مسجد میں بیٹھا دیکھکر واپس ہو جائے۔ اور ایک لومڑی کو بھی اٹھانے کی کوشش نہ کرے۔ یہ درندے اور ہی تھے۔ جو مسیح موعود کے زمانہ میں مسجدوں کے اندر دیکھے گئے۔ پس اس فتنہ نے جس کے ہاتھ سے اسلام کی موت واقعہ ہوئی۔ حضرت مرزا صاحب کا مہدی اور امام آخر الزمان ہونا روز روشن کی طرح ثابت کر دیا۔ اب اس کے بعد قیامت تک کوئی ایسا فتنہ نہیں۔ ہمارے بھائی یاد رکھیں۔ اسلام نے صرف ایک ہی دفعہ اس فتنہ کے ہاتھ سے قتل ہونا تھا۔ "سو نہایت بیدردی سے اس کے جسم کو چاک کیا گیا"۔ آئندہ کوئی ایسا مہدی و مسیح نہیں آئیگا۔ کہ جس کے زمانہ میں پھر سفیانی کے ہاتھ سے اسلام کی تباہی ہو۔ یا کانا شیطان اس غریب کو پاؤں کے نیچے کچلے یا لمبے کانوں والے

اس کے پوست گوشت کو کھانے لگیں۔" اے کریم تو ایسا نہیں ہے کہ اسلام پر دد موتیں جمع کرے۔" اگر سفیانی کے یہ معنے جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ ہمارے مخالفین کو منظور نہ ہوں تو بتائیں۔ یہ سفیانی کون اور کہاں ہے۔ جسکا ذکر رسالہ حشریہ کی ایسی روایت جس میں قسطنطنیہ کی مسلمانوں کے قبضہ سے نکلنے کی پیشگوئی ہے۔ موجود ہے۔ کہ یہ لڑائی سفیانی کے وقت ہوگی۔ ہمارے پنجابی بھائی احوال الآخرۃ کے ان شعروں کو پڑہیں یہ

وچہ بعض روایت پیدا ہوسی شخص الی سفیانی — سیداں تائیں قتل کریسی ظالم اوہ شیطانی
شام ولایت ملک مصر دا قبضے اسدے آوے — شاہ رومی یا قوم کفاراں نال لڑائی پاوے
یک دوجی قوم کفاراں وچوں کرن رومیدی ماری — دشمن استنبول مریسن کرسن اوہ سرداری

پس اب یا تو اس روایت کا انکار کریں۔ یا سفیانی کے متعلق ہمارے معنے قبول کرنے پڑینگے۔ انکار تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ واقعہ اسکی تصدیق کرتا ہے۔ ہم منتظر ہیں۔ کہ غیر احمدی احباب اپنے خیالی مہدی کے ثبوت میں قسطنطنیہ کے قبضہ کے ساتھ سفیانی کا پتہ دینے کی کوشش کرتے ہیں یا نہیں۔"

کرم داد از دو لمیال

شیعہ دنیا کے واقعات بنیظیر

دسمبر ۱۹۱۹ء کے جلسہ ہائے نیشنل کانگریس و مسلم لیگ میں شورش پنجاب کے باعث مارشل لاء کے ایام کی سزاؤں پر جو صدارتی تقریریں ہوئیں۔ اور جس جس طرح واقعات کو بوضاحت بیان کیا گیا۔ فاضل اڈیٹر "اصلاح" پہلے پنڈت موتی لال صاحب نہرو و حکیم اجمل خانصاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ پھر حکیم صاحب کی تقریر سے ذیل کا ایک فقرہ نقل کرتے ہیں:۔

"یہ ایسی سزائیں ہیں جنہیں ہم پچھلی تاریخ کے صفحات میں پڑھ سکتے ہیں۔ دورِ حاضر میں ایسی سزاؤں کا دیا جانا اور اس پر غرور اور فخر کرنا صرف انہی اشخاص کا کام ہو سکتا ہے۔ جو انسانی فضائل سے فائدہ حاصل کرنا نہیں چاہتے۔"

اس پر ارشاد ہوتا ہے۔

مگر ان سزاؤں میں ہم کو وہ سزائیں نہیں ملتیں۔ جو اس وقت دی گئیں۔ جبکہ انسانی فضائل کے حاصل کرنے کی ابتدا کی گئی۔ اور ان ہاتھوں نے ان کو انجام دیا۔ جو مسلمانوں کی ۷ کروڑ آبادی سے ۵ کروڑ کے ضرور پیشوا ہیں۔ دیکھو رسالہ اصلاح نمبر۳ جلد ۲۳ بابت ربیع الاول ص۲۷ و ص۲۸

معزز ناظرین! فاضل ایڈیٹر صاحب اصلاح (جنہوں نے اس وقت دو کروڑ یا تمام شیعہ دنیا کی اصلاح اور حمایت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے) کی دانشمندی اور تعصب بیجا کا اندازہ کرنا ہو تو ایک طرف حکیم صاحب کے نپے تلے ہوئے فقرہ کو اور دوسری طرف ایڈیٹر صاحب اصلاح نے جوبات سے بتنگڑ بنانے کی داغ بیل ڈالی ہے۔ مکرر سہ کرر بغور و خوض ملاحظہ فرمائیں باوجودیکہ حکیم صاحب نے مارشل لائی سزاؤں کو ایسا غیر معمولی نہیں قرار دیا ہے۔ جن کی نظیر صفحات تاریخ میں پائی نہ جائے۔ لیکن پھر بھی ایڈیٹر صاحب اصلاح فرماتے ہیں "کہ ان سزاؤں میں ہم کو وہ سزائیں نہیں ملتیں۔" الی آخرہ۔

پھر حکیم صاحب کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ موجودہ روشنی اور تہذیب کے دور میں پبلک کو ایسی سزائیں دینا اور پھر ان پر فخر کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ فضائل انسانی حد کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ لیکن ایڈیٹر صاحب کسی ایسے دور کا تذکرہ چھیڑنے کو ہیں۔ جب کہ بقول ان کے انسانی فضائل کے حاصل کرنے کی ابتدا کی گئی۔ اور آخر بڑی تحدی کے ساتھ ان سزاؤں کو منسوب کرتے ہیں۔ ۵ کروڑ مسلمانوں کے پیشواؤں کی طرف ہم ان حالات و واقعات کو بڑے ٹھنڈے دل سے سننے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ وہ واقعات ہوں۔ اور ان کے کرنے والے واقعی مسلمانوں کے پیشوا ہوں۔

اس کے بعد ایڈیٹر صاحب نے چند واقعات کو سلسلہ وار تحریر فرمایا ہے۔ جن کا جواب بھی ذیل میں سلسلہ وار عرض کیا جاتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

(۱)

قولہ۔ آہ! اس مارشل لا میں ہم کو کوئی نظیر اس کی نہیں ملتی۔ کہ مالک بن نویرہ سے

صحابی کا سر کاٹ کر چولہا بنایا گیا۔ جس کے سر میں اتنے بال تھے۔ کہ اس کی آگ سے خالد بن ولید سیف اللہ کا کھانا تیار ہوا۔ اور وہ آگ نہ بجھی۔

اقول ۔ مالک بن نویرہ ایسے صحابی تھے۔ کہ رسول صلعم نے ان کو صدقات کے وصول کرنے پر مامور فرمایا تھا۔ مگر جب رسول صلعم فوت ہو گئے۔ تو مترددہو کر آپ نے صدقات کے جمع کردہ اونٹ قوم کو واپس کر دئے تھے۔ (اصابہ جلد ۶ صفحہ ۹۳۸)

نہ صرف یہیں تک بلکہ جیسے کہ مورخین اسلام نے لکھا ہے۔ سجاح مدعیہ نبوت باطلہ کے دام تزویر میں پھنس گئے۔ ان کے تردد و ارتداد کی بابت ذیل کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) واجتمع مالک و وکیع و سجاح فسجعت لہم سجاح وقالت اعدوا الرکاب واستعدوا للنہاب ثم اغیروا علی الرباب فلیس دونہم حجاب ۔ بقدر الحاجتہ (کامل ابن اثیر جلد ۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ صفحہ ۱۷۲)

(۲) مورخ روضۃ الصفا مفصلاً لکھتے ہیں۔

"و چوں مہم او (سجاح) قوی شد بمالک بن نویرہ کہ رئیس بنی تمیم بود۔ و شعار اسلام داشت۔ نامہ نوشت۔ و او را بمتابعت خویش خواند۔ مالک از غایت سخافت رائے و قلت تدبر با سجاح ہمداستان گشتہ مرتد شد۔" روضۃ الصفا مطبوعہ بمبئی چھاپ قدیم جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ (ذکر سجاح و کیفیت اختلاط او با مسیلمہ)

ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ مالک بن نویرہ کیسے صحابی تھے۔ جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے جن مرتدین عرب کی سرکوبی اور تنبیہ کے لئے خالد بن ولید کو مقرر فرمایا تھا۔ ان میں مالک بن نویرہ بھی تھے۔ جن کی نسبت مورخین میں اختلاف ہے۔ کہ وہ دوبارہ مسلمان ہو گئے تھے۔ یا مرتد ہی رہے تھے۔ خالد بن ولید پر ان کے رجوع الی الاسلام کی کیفیت مشتبہ رہی۔ اور ان کی اجتہادی غلطی یا نگہبانوں کی ایک عجیب غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔

باقی یہ کہ مالک بن نویرہ کے سر کو کاٹ کر چولہا بنانا اور راس کے بالوں کو جلا کر خالد بن ولید نے کھانا پکوایا۔ اور پھر بھی آگ بجھنے نہ پائی تھی۔ مبالغہ محض ہے۔

کوئی صاحب عقل سلیم اس کو واقعہ نہیں قرار دے سکتا۔

شیعوں کو امام حسین علیہ السلام جیسے عزیز الوجود امام اور سبط رسولؐ اور صحابی کے سر مبارک کی تو خبر نہیں۔ کہ بعد از شہادت کیا ہوا؟ کہاں پر دفن ہوا؟ تعجب ہے کہ مالک بن نویرہ کے سر اور بالوں تک کی خبر ان کو کسطرح ہو گئی۔ اور کس بناء پر اس کو تاریخی واقعہ مان لیا ہے؟

(۲)

قولہ "اس مارشل لاء میں کوئی نظیر اس کی نہیں ملتی۔ کہ میدان میں بڑے بڑے خطیرے بنائے گئے۔ اور ان میں زندہ لوگ جلائے گئے۔ اور قصور صرف اسقدر تھا۔ کہ وہ زکوٰۃ ان کو نہ دیتے تھے"

اقول۔ مارشل لاء میں ایسی نظیر نہ ملے تو کیا ہوا۔ دور خلافت مرتضوی میں جو اس کی نظیر موجود ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ عبداللہ بن سبا اور اس کے اصحاب کے بارہ میں جناب علی علیہ السلام نے حکم دیا۔ کہ "ایک گڑھا کھودیں۔ اور اس میں آگ روشن کریں۔ اور اصحاب عبداللہ کو اس میں ڈال دیں۔ × × × آخر وہ سب جل گئے۔ مگر اپنے کفر سے باز نہ آئے" دیکھو ارشادیہ شرح رسالہ اعتقادیہ ابوجعفر قمی مطبوعہ لکھنو ص۳۱۹۔

پھر واضح ہو۔ کہ مانعین زکوٰۃ کا جلایا جانا بھی ثبوت طلب ہے۔ عام طور پر ابوبکر صدیق کے ذمے صرف فجاۃ سلمی کے جلانے کا واقعہ مشہور ہے۔ جو کہ بڑا بھاری ڈاکو اور دشمن اسلام و اہل اسلام تھا۔ اور اس کے کسی قدر حالات بحوالہ کتاب ناسخ التواریخ قبل ازیں رسالہ تشحیذ میں شائع بھی کر چکا ہوں۔

ایڈیٹر صاحب زکوٰۃ کے قصور کو معمولی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ خداوند کریم زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مشرکین قرار دیتا ہے۔ وویل للمشرکین الذین لا یوتون الزکوٰۃ دیکھو سورہ حم السجدہ رکوع اول پارہ ۲۴۔

عبداللہ ابن سبا اور اس کے اصحاب کو جناب علی علیہ السلام نے کیوں آگ میں

جلانے کا حکم دیا تھا؟ اس واسطے کہ وہ آنجناب کو خدا کہتے تھے۔ اور یہ شرک ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کا نہ دینا بھی شرک ہے۔ پس اگر زکوٰۃ نہ دینے پر جلانے کی سزا ظلم ہے۔ تو اصحاب ابن سبا کے جلانے کی سزا بھی ویسی ہی خلاف انصاف ہوگی۔ کیونکہ وہ بچارے تو عقیدت وارادت کے جوش سے مجبور ہو کر جناب علیؓ کو خدا کہنے سے بھی نہیں چوکتے لیکن جناب علی علیہ السلام اس کے صلہ میں ان کو آگ میں پھینکواکے اور جلا کے ہی چھوڑتے ہیں۔

پھر آپ تو زکوٰۃ کو معمولی خیال کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے آیمہ کرام تو زکوٰۃ کو منجملہ ارکان اسلام قرار دیتے ہیں۔ دیکھو اصول الکافی کتاب الکفر والایمان باب دعایم الاسلام صہ ۳۶۹۔

(۳)

قولہ ۔ ان واقعات میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ملا۔ کہ جس طرح حضرت ابن عباس کے دو کمسن بچے ماں کے روبرو ذبح کئے گئے تھے۔ اور پھر وہ قاتل صحابیٔ رسولؐ کے لقب سے ملقب ہے۔ بسر بن ارطاۃ۔

اقول ۔ مجھکو تعجب ہے۔ کہ ایک شیعہ کو ابن عباسؓ اور ان کی اولاد کے ساتھ ہمدردی کا احساس کیسے ہوا؟ کیونکہ بنی عباس کے سلوک سادات کرام کے ساتھ عام طور پر مشہور ومعروف ہیں۔ اور بسر بن ارطاۃ کو صحابیٔ رسول کس طرح قرار دیا گیا۔ جو امیر معاویہ کی طرف سے حضرت عثمان کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کرنے پر مقرر کیا گیا تھا۔ چونکہ قتل عثمان کا بانی عبداللہ بن سبا ہے۔ جس کو شیعہ تعلیم ومذہب سے خاص تعلق ہے۔ اس واسطے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان بچوں کے ذبح کئے جانے کا باعث بھی فرقہ سبائیہ ہے اور پھر بسر ابن ارطاۃ یا امیر معاویہ مسلمانوں کے پیشوا کس طرح قرار دئے جاسکتے ہیں۔

شیعوں نے عباسؓ اور آل عباسؓ کو جو جو خطابات دئے ہیں۔ مختصراً ذیل میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) حضرت عباسؓ کی نسبت ایک روایت منسوب بہ امام محمد باقر علیہ السلام میں۔

"ضعیف الیقین ودلیل النفس" مروی ہے۔ دیکھو حیات القلوب جلد ۲ جلد ۵۸۶

(۲) عبداللہ ابن عباسؓ اور عبیداللہؓ ابن عباسؓ کی نسبت مروی ہے۔ کہ جناب علی علیہ السلام ان دونوں پر لعنت کیا کرتے تھے۔ اور ان کے اندھے ہونے کی دعا مانگا کرتے تھے۔ اصل قال امیر المومنین علیہ السلام اللھم العن ابنی فلاں واعم ابصارھما کما عمی قلوبھما الاکلین فی رقبتی الخ مجالس المومنین مجلس سیم مطبوعہ ایران صد ۹۴۔

(۳) خاص عبیداللہ بن عباسؓ کی نسبت مروی ہے۔ کہ امام حسن علیہ السلام کے امیر لشکر تھے۔ امیر معاویہ کے مقابلہ کو بھیجے گئے۔ آخر ایک لاکھ درہم رشوت لے کر امیر معاویہ کے ساتھ جا ملے۔ اسی لغزش کی وجہ سے قاضی نوراللہ شوستری صاحب فتوی دیتے ہیں۔

و آخر عبیداللہ باآنہمہ نسبت و قرابت کہ باخاندان نبوت و طہارت داشت بواسطہ طمع زخارف دون دنیا پردہ حیا از میاں برداشت۔ وعلم بیوفائی امیر المومنین حسن را بر افراشت۔ مجالس المومنین صد ۹۴

اسی عبیداللہ بن عباس کے دو صاحبزادوں عبدالرحمٰن وقثم نام کو بسر بن ارطاۃ نے قتل کر دیا۔

اب بسر بن ارطاۃ کی بابت غور فرمائیے۔ کہ وہ کیسا انسان ہے۔ اور کس طرح ملقب بہ صحابی رسول ہے۔

(۱) میزان الاعتدال میں لکھا ہے۔ بسر بن ارطاۃ لہ صحبۃ فیما قیل وقیل لا۔ واوردہ ابن عدی فی الکامل وقال الواقدی قبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم وبسر صغیر لم یسمع منہ وقال ابن معین کان رجل سوء اھل المدینہ ینکرون ان یکون لہ صحبۃ (جلد اول مطبع محمدی لکھنؤ۔ صد ۱۲۴)

(۲) اسد الغابہ میں ہے۔ قال الواقدی ولد قبل وفاۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم بسنتین وقال یحیے بن معین واحمد بن حنبل وغیرھما قبض رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم وھو صغیر وقال اھل الشام سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم × × قال ابو عمر کان یحییٰ ابن معین یقول لا تصح لہ صحبۃ وکان یقول ھو رجل سوء۔ (جلد اول مطبوعہ مصر صد ۱۷۹)

(۳) اصابہ۔ وکان من شیعۃ معویۃ ولہٗ اخبار شھیرۃ فی الفتن لا ینبغی التشاغل بھا۔ (مطبوعہ مصر جلد اول صد ۳۰)

(۴) خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال میں ہے۔ قال الواقدی وکاتبہ محمد بن سعد لم یسمع من النبی صلی اللّٰہ شیئا وقال احمد وابن معین لا صحبۃ لہٗ ولی لسر الیمن لمعاویۃ ولہٗ بھا آثار قبیحۃ۔ (مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ صد ۴۰)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بسر کو صحبت رسول صلعم نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ بوقت وفات آنحضرت صلعم وہ صرف دو برس کا تھا۔ یحییٰ ابن معین اور امام احمد بن حنبل و واقدی ابن سعد اور اہل مدینہ بالاتفاق اس کے صحابی یا راوی رسول ہونے سے انکاری ہیں۔ اور مت نے لکھا ہے۔ کہ وہ بہت ہی بُرا اور فتنہ پرداز شخص تھا۔ البتہ شامی کہتے ہیں۔ کہ اس کو رسول صلعم سے جماعت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

لیکن مذکورہ بالا بزرگان ملت جن میں مدینہ والے بھی شامل ہیں کا اجماع صرف اہل شام کے کہنے یا انکی تقلید میں ایڈیٹر صاحب اصلاح کے ادعا پر کہ وہ ملقب بہ صحابی رسول ہے۔ ہرگز ٹوٹ نہیں سکتا۔ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا

ان حوالہ جات کو دیکھ کر ایڈیٹر صاحب اصلاح کی دیانت اور الٹی منطق کو دیکھئے۔ کہ بسر بن ارطات جیسے بدنام وگمنام اشخاص کے افعال شنیعہ کی بنا پر سب صحابہ رسول کو عموماً اور خلفائے راشدین رسول صلعم کو خصوصاً بدنام کرنے اور انکی نسبت بدظنی پھیلانے کی کیسی شرمناک کوشش کی ہے۔

(۴)

قولہ۔ ان واقعات میں کوئی واقعہ ہم کو ایسا نہ ملا جس سے اس کی نظیر ملتی۔ کہ حقدار خلافت کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا۔ کہ اس کا گھر جلایا جاتا۔

اقول ۔ کاش کہ کسی معتبر کتاب کا حوالہ بھی دیا ہوتا ۔ جس سے اس قسم کے شبہات باطلہ کی تائید یا تردید کا موقعہ ملتا ۔

سیر صاحب ! مہربانی کر کے پہلے تو اس حقدار خلافت کا پتہ دیجئے ۔ پیچھے اس کا گھر جلائے جانیکا استغاثہ فرمائیگا ۔

کیا وہ حقدار خلافت سعد بن عبادہ انصاری تھے ۔ جنہوں نے انصار کی تحریک پر سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر سب سے پہلے خلافت کا مسئلہ چھیڑ اٹھا ۔ یا حقدار خلافت جناب علیؓ تھے ۔ جو مجمع بنی ہاشم میں حضرت سیدہ کے گھر خلافت کے جوڑ توڑ کر رہے تھے ۔ اور زبیرؓ ان کے زبردست حامی ننگی تلوار کندھے پر رکھ کر فرما رہے تھے ۔ کہ جبتک جناب علی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے ۔ ہم تلوار نیام میں نہیں ڈالنے کے ۔ دیکھو بخاری و طبری وغیرہ اور پھر یہ دیکھا جائیگا ۔ کہ ان حقداروں نے خود اپنے حقوق کی حفاظت کہاں تک کی ۔ اپنے مخالفین کے مقابلہ میں عام مسلمانوں کے روبرو کہاں تک صدائے احتجاج بلند کی ۔ ورنہ صاف طور پر سمجھا جائیگا ۔ کہ حقداران بحق رسیدند ۔ و دوستان نادان حقیقت نہ فہمیدند ۔ و ناحق بر نجیدند ۔ و افراہائے بے سر و پا تراشیدند ۔

رسول صلعم کے مرض الموت کے موقعہ پر جناب عباس رضی اللہ عنہ نے جو خلافت کے استحقاق کا فیصلہ کروانا چاہا تھا ۔ جیسے کہ بخاری کتاب الاستیذان میں ہے ۔ اور جناب علی علیہ السلام سے کہا تھا ۔ کہ اب وقت ہے ۔ دریافت کر لو ۔ تو کیوں جناب علی علیہ السلام نے اس راز کو سربستہ ہی رکھنے کو ترجیح دی تھی ۔ اور کیوں تاریخ طبری اور کامل ابن اثیر میں بالاتفاق جناب علی علیہ السلام کی زبان سے حضرت عثمانؓ کے انتخاب پر منقول ہے ۔ کہ اگر ہمارے حق میں رسول صلعم سے کوئی وصیت ہوئی ہوتی ۔ تو ہم آخر دم تک اس کی تکمیل و اجرا میں جان لڑا دیتے ۔ اور کسی کو اپنے سے آگے قدم بڑھانے نہ دیتے ۔

لو عهد الینا رسول الله صلی الله عهداً لانفذنا عهده ۔ ولو قال لنا قولاً لجادلنا علیه حتی نموت لن یسرع احد قبلی الی دعوة حق وصلة رحم ۔ طبری الجزء التاسع صہ ۲۷۹۲ ۔
وکامل ابن اثیر جلد ۳ صہ ۳۱

اور اسی طرح پر اگر جناب علی علیہ السلام کے حق میں خلافت کی کوئی خاص نص ہوتی۔ تو آخری خطبہ میں جبکہ تمام مہاجرین و انصار موجود تھے۔ کیوں آنحضرت صلعم انصار کی سفارش کرتے ہوئے فرما گئے ہیں۔ "پس کسے کہ والی امر سے شود در میان مسلماناں باید کہ نیکو کار انصار را نبواز د و از بد کردار ایشاں عفو نماید۔" دیکھو حیات القلوب جلد ۲ صـ ۶۵۲ اور یہ روایت دراصل اصول کافی میں منقول ہے جس کا ترجمہ ملا باقر نے فارسی میں بعبارت مذکورہ کیا ہے۔ اور اگر کوئی خاص منصوص خلیفہ رسول صلعم کی طرف سے مقرر و نامزد ہوچکا ہوتا۔ تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں منّا امیر و منکم امیر کی تجویز کیوں پیش کرتے۔

خوف طوالت مانع ہے۔ ورنہ اور روایات بھی عرض کرتا۔ تو مختصر یہ ہے۔ کہ جب کسی حقدار خلافت کا تعین پیشگاہ نبوت سے ثابت ہی نہیں ہے۔ تو اس کے گھر جلائے جانے کی بحث سرے سے ہی فضول ہے۔ اور میں فاضل ایڈیٹر صاحب کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ حقدار خلافت کے گھر جلائے جانے کا کوئی معقول ثبوت پیش کریں۔ ورنہ اپنا بے بنیاد اعتراض واپس لیں۔

اور اگر آپ کے پیش نظر وہ روایت ہے جس میں آیا ہے۔ کہ ابوبکر صدیق کے خلیفہ منتخب ہوجانے کے وقت بنی ہاشم اور زبیر رضی اللہ عنہم حضرت سیدہ کے گھر میں جمع ہوکر کسی اور کو خلیفہ بنانے کی سازش کر رہے تھے۔ اور حضرت عمرؓ نے آکر حضرت سیدہ سے عرض کی تھی۔ کہ اس مجمع کو اپنے گھر سے منتشر فرما دیجئے۔ ورنہ میں اس کو جلا دونگا۔ تو اس سے تو صاف طور پر ثابت ہوجاتا ہے۔ کہ حقدار خلافت پہلے سے خدا و رسولؐ کی برگزیدہ جماعت مہاجرین و انصار کی طرف سے مقرر و منتخب ہوچکا تھا۔ اور اس کے بعد جو مخالفانہ کوشش و سازش تھی۔ وہ ناحق اور باغیانہ اور سبیل المومنین کے مخالف تھی۔ اور اس کا فوری دفعیہ اشد ضروری تھا۔ ورنہ افتراق امت کا اندیشہ قوی تھا۔ اور بفرض تسلیم روایت مذکورہ حضرت عمرؓ سے گھر جلانے کے قصد ہی کا احتمال ثابت ہوگا۔ نہ واقعاً گھر جلانے کا۔ جسکو انشاء اللہ آپ ثابت نہیں کر سکتے۔

لیجئے ایک روایت میں عرض کر دیتا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جناب علیؓ

علیہ السلام کے ایک نائب نے ان کی خلافت میں ایک پناہگزین مخالف کو ایک گھر میں واقعی آگ لگادی جس سے وہ اور اس کے ۶۰ یا ۷۰ ساتھی سب جلکر خاک ہو گئے۔ وھو ہذا۔

بخاری میں آنحضرت صلعم کے سناوالے خطبہ کے ضمن میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے بارہے مشہور حدیث شریف لاترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض ذکر کرنے کے بعد روایت کی ہے کہ فلما کان یوم حرق ابن الحضرمی حین حرقہ جاریۃ ابن قدامۃ ۔ اس کی تفصیل میں مولوی وحیدالزمان حیدرآبادی شارح اردو بخاری لکھتے ہیں :۔

اور ابن ابی شیبۃ اور طبری نے نکالا ۔ کہ عبداللہؓ ابن عباسؓ جو حضرت علیؓ کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے ۔ وہ وہاں سے نکلے ۔ اور زیاد بن سمیہ پدر ابن زیاد کو اپنا خلیفہ کر گئے ۔ اس وقت معاویہ نے موقع پا کر عبداللہ بن عمرو حضرمی کو بھیجا ۔ کہ جا کر بصرہ پر قبضہ کرلے ۔ وہ بنی تمیم کے محلہ میں اترا ۔ اور حضرت عثمانؓ کے طرفدار جو لوگ تھے ۔ وہ اس کے شریک ہو گئے ۔ زیاد نے حضرت علیؓ کو اس واقعہ کی خبر دی ۔ اور مدد چاہی حضرت علیؓ نے پہلے اعین بن صبیعہ ایک شخص کو روانہ کیا ۔ لیکن وہ دغا سے مار ڈالا گیا ۔ پھر جاریہ بن قدامہ کو بھیجا ۔ انہوں نے حضرمی کو اس کے چالیس یا ستر رفقا سمیت ایک مکان میں گھیر لیا ۔ اور اس میں آگ لگادی ۔ حضرمی اور اس کے ساتھی سب جلکر خاک سیاہ ہو گئے ۔ چلو "خس کم جہاں پاک"۔ انتہی بالفاظہ دیکھو بخاری ترجمہ اردو پارہ ۲۹ کتاب الفتن صـ۱۰۱ مطبوعہ احمدی لاہور۔

ابوبکر صدیقؓ کے نائب خالد بن ولید کے ہاتھوں مالک بن نویرہ کے قتل وغیرہ پر اعتراض کرنے والے جناب علی علیہ السلام کے نائب کی مذکورہ بالا کارروائی کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۵)

قولہ ۔ ان واقعات میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا ۔ کہ انکار خلافت کے سبب سے

لوگ کنوئیں میں ڈالے جائیں - اور پہاڑوں سے گرائے جائیں -

اقول - خدا جانے یہ روایات کس تاریخ سے لی گئی ہیں جس کے مؤرخ نے ان سزاؤں کی وجہ انکار خلافت لکھی ہے - جہاں تک مجھکو فرصت ملی - اور میں نے تواریخ اسلام میں ان واقعات اور پھر ان کے اسباب کی تحقیق کی ہے مجھکو یہ معلوم ہوا ہے - کہ یہ سزائیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہی خالد بن ولید کے ذریعے ظہور میں آئی ہیں - لیکن اڈیٹر صاحب نے ان کی جو وجہ بیان فرمائی - وہ بالکل ٹھیک نہیں ہے - بلکہ جیسے کہ طبری نے تصریح کے ساتھ لکھا ہے - یہ وہ لوگ تھے - جنہوں نے بعد وفات رسول صلعم عرب کے عالمگیر ارتداد کے وقت بیکس مظلوم مسلمانوں کے ساتھ بھی ایسے ہی وحشیانہ سلوک کئے تھے - اور خلیفہ برحق نے ان مظلوم مسلمانوں کا انتقام لینے کی خاطر خالد کو ارشاد فرمایا تھا - کہ ان سفاک اور بیباک مرتدوں کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جائے -

چنانچہ نمونہ کے طور پر طبری کی اصل اور چشم دید عبارت ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے :-

واقبلت بنو عامر بعد هزيمة اهل بزاخة يقولون ندخل فيما خرجنا منه فبايعهم على ما بايع عليه اهل البزاخة من اسد وغطفان وطئ قبلهم واعطوه بايديهم على الاسلام ولم يقبل من احد من اسد ولا غطفان ولا هوازن ولا سليم ولا طئ الا ان ياتوه بالذين حرقوا ومثلوا وعدوا على اهل الاسلام في حال ردتهم فاتوه بهم فقبل منهم الا قرة بن هبيرة ونفر معه اوثقهم ومثل بالذين عدوا على اهل الاسلام فاحرقهم بالنيران ورضخهم بالحجارة ورمى بهم من الجبال ونكسهم في الآبار وخزق بالنبال وبعث بقرة وبالاسارى وكتب الى ابي بكر ان بني عامر اقبلت بعد اعراض ودخلت في الاسلام بعد تربص واني لم اقبل من احد قاتلني او سالمني شيئا حتى يجيئوني بمن عدا على المسلمين فقتلتهم كل قتلة وبعثت اليك بقرة واصحابه - دیکھو طبری جزو ۴ واقعات سنہ ۱۱ھ مطبوعہ یورپ صفحہ ۱۹۰۰ -

یعنے اہل بزاخہ نے جب خالد کے ہاتھ سے شکست کھائی - تو بنو عامر آکر حاضر ہوئے

اور کہا۔ کہ جس دین سے ہم نکل گئے تھے۔ اب اس میں داخل ہوتے ہیں۔ پس جس طرح منجملہ اہل بزاخہ قبایل اسد و غطفان وطے نے ان سے ما قبل بیعت کی تھی۔ اسی طریق پران کی بیعت بھی لی۔ اور انہوں نے اسلام قبول کر کے صدقات اپنے آپ سے لا کر حاضر کئے۔ لیکن خالد نے اسد و غطفان و ہوازن و سلیم وطے کے صدقات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

جب تک وہ ان لوگوں کو لا حاضر نہ کریں۔ جنہوں نے مرتد ہو کر مسلمانوں کو جلایا اور مثلہ کیا۔ اور ان پر ظلم و زیادتی کی۔ پس انہوں نے ان کو لا حاضر کیا۔ تب خالد نے ان کے صدقات کو قبول کیا۔ سوائے قرہ بن ہبیرہ اور اس کے ہمراہیوں کے۔ جن کی مشکیں باندھ لیں۔ اور جن لوگوں نے مسلمانوں پر ظلم کئے تھے۔ ان کو آگ میں جلایا۔ سنگسار کیا۔ پہاڑوں سے گرایا۔ کنوؤں میں پھینکوایا۔

اور قرہ اور اس کے ساتھ والے قیدیوں کو ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر کے لکھدیا۔ کہ بنی عامر نے سرکشی کے بعد اطاعت اختیار کر لی ہے۔ اور ایک عرصہ انتظار کر کے اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور مخالفین کیطرف سے جنہوں نے میرا مقابلہ کیا۔ یا مصالحت کی میں نے کوئی چیز نہیں لی۔ اسوقت تک جبتک کہ انہوں نے ان لوگوں کو میرے حوالے نہیں کر دیا جنہوں نے مسلمانوں پر تعدی کی تھی پس میں نے ان کو قتل کر کے ہی چھوڑا ہے۔ اور قرہ اور اس کے ساتھیوں کو آپ کے حضور میں بھیجتا ہوں۔

اسی طرح روایت مذکورہ کے متصل بعد ہی ایک مراسلہ ابوبکر صدیقؓ کا خالد کے نام ہے جس کے شروع میں دعائے برکت ہے۔ بعدہٗ لکھا ہے:۔

واتق اللہ فی امرک فان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون جد فی امر اللہ ولا تنین ولا تظفرن باحد قتل المسلمین الا قتلتہ الی آخرہ (طبری ص۱۹۰)

یعنے اے خالد اپنے کام میں خدا سے ڈرتے رہنا۔ کیونکہ خدا ان ہی لوگوں کے ساتھ ہے۔ جو متقی ہوتے ہیں۔ اور وہ جو کہ نیکوکار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کام میں خوب کوشش کر۔ اور سستی نہ کر۔ اور جس کسی ایسے شخص پر فتح پائے۔ جس نے مسلمانوں کو قتل کیا

ہوا ہو۔ تو اوسکو ضرور قتل کر کے ہی چھوڑتا۔ دیکھو کیسا متقی خلیفہ ہے۔ اور اپنے نائب کو بھی تقویٰ اور انصاف کی تاکید کرتا ہے۔ کیا امید ہو سکتی ہے۔ کہ ایسا خلیفہ لوگوں پر ناحق ناروا ظلم وستم رکھے ہرگز نہیں۔ فاضل ایڈیٹر پیغام پر افسوس ہوتا ہے۔ کہ جوشِ تعصب میں اصل حقیقت کو تو مخفی رکھتے ہیں۔ اور صرف ابوبکرؓ اور خالدؓ کے کشت وخون کو ہی دکھلاتے ہیں۔ جن لوگوں کو اصل کتابوں کے دیکھنے اور تحقیق و مقابلہ کا موقعہ نہیں ملتا۔ وہ ایسے مشہور ومعروف شیعہ فاضل و مدعی اصلاح کی تحریروں اور حوالوں کو بالکل درست اور پتھر کی لکیر جانتے ہوں گے۔ لیکن اب تو بفضلہ تعالےٰ ان کی دیانت و تحقیق حق کا حال بخوبی روشن ہو گیا ہے۔ خدا تعالےٰ انکو ہدایت دے ؛

(۶)

قولہ۔ واقعہ کربلا کی بھی کوئی نظیر نہ ملی۔ کہ ۷۲ سپاہیوں پر ۳۰ ہزار فوج نے پانی بند کر کے نیزہ و تلوار سے مارا ہو۔ اور اس کے اہل حرم کو قید کر کے دربدر پھرایا ہو۔ حالانکہ اسی شہید کے نانا کا کلمہ پڑھا جاتا ہے۔

اقول۔ واقعہ کربلا نتیجہ ہے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا اور دونو واقعات بہت سی باتوں میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ واقعہ کربلا کے بانی اور موجب اہل کوفہ تھے۔ انہوں نے ہی امام مظلوم علیہ السلام کو مکہ سے کوفہ میں طلب کیا۔ پھر انہوں نے ہی مقابلہ ومقاتلہ کیا۔ اور انہوں نے ہی اہل حرم کو اسیر کیا۔ حالانکہ دوسرے مسلمانوں کی طرح آدھا کلمہ نہیں۔ بلکہ کامل کلمہ پڑھتے تھے۔ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ۔ یہ بات میں نے اپنی طرف سے بناکر نہیں کہی۔ بلکہ اس امام معصوم کی کلام کا خلاصہ ہے۔ جو خود کربلا میں موجود تھے۔ اور اسیران حرم محترم کے قافلہ سالار بھی علیہ السلام۔ چنانچہ اصل عربی اور اس کا ترجمہ فارسی ناسخ التواریخ جیسی کتاب سے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں :-

فقال علی ابن الحسین بصوت ضعیف اتنوحون وتبکون لاجلنا فمن قتلنا ؟ سید سجاد باوازِ ضعیف فرمود۔ ہاں اے مردم برما بگریید و برما ترحم مے کنند۔ پس کشندۂ ما کیست ؟ مارا کہ کشت ؟ و کہ اسیر گرفت ؟ (ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعہ ایران صفحہ ۲۴۳)

ترجمہ اردو۔ پس امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام نے دھیمی آواز سے فرمایا۔ اے لوگو! کیا تم ہمارے ہی حال پر آہ و زاری کر رہے ہو؟ تو پھر ہمارا قاتل ہی کون ہوا۔ کس نے ہم کو قتل کیا اور کس نے ہم کو قیدی بنایا؟ اور کوفیوں کی نسبت شیعوں کے قاضی القضاۃ نور اللہ شوستری کا فتویٰ ہے۔ کہ خاک کوفہ کا پیدا شدہ ضرور شیعہ ہی ہوتا ہے۔ خواہ بو حنیفہؒ کوفی ہی ہو۔ اور اسی طرح کوئی کبھی سُنّی ہوتا ہی نہیں ہے۔

دبالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل نہ دارد۔ وسنی بودن کوفی الاصل خلاف الاصل و محتاج بدلیل است۔ واگر ابوحنیفہ کوفی باشد۔ دیکھو مجالس المومنین مجلس اول مطبوعہ ایران ص۲۵۔

لطیفہ۔ علامہ شوستری تو فرماتے ہیں۔ کہ کوفیوں کا شیعہ ہونا ایسا واقعہ ہے۔ کہ کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ کوفی الاصل کا سُنّی ہونا خلاف واقعہ اور دلیل کا محتاج ہے۔ آج ہمارے شیعہ دوست برخلاف فتویٰ مذکورہ کوفیوں کے شیعہ ہونے کو خلاف واقعہ اور محتاج دلیل جانتے ہیں۔ اور ان کا سُنّی ہونا ایسا امر واقعہ مانتے ہیں۔ کہ کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔

(۷)

قولہ۔ ان واقعات میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا۔ کہ روضہ رسولؐ میں گھوڑے گدھے باندھے گئے۔ اور تین روز تک قتل عام جاری رہا۔ اور وہ ظلم کیا گیا۔ کہ ہزار حرام زادے فوج اہل شام کے نطفہ سے پیدا ہوئے۔

اقول۔ یہ سب واقعات شہادت عثمان کے نتائج ہیں۔ جب کہ اسی مدینہ میں عبداللہ بن سبا کے بہکانے پر اکثر مصری اور کوفی اور مفسدہ پرداز لوگوں کا ہجوم تھا۔ اور رسول صلعم کے واجب التعظیم جانشین اور ذی النورین کی بے عزتی اور اذیت رسانی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا گیا۔ ہفتوں تک گھر کا محاصرہ رہا۔ پانی بند کیا گیا۔ بلوائیوں نے نہایت بے شرمی سے ان کے گھر داخل ہو کر انکی زوجہ محترمہ کے روبرو نہایت بیدردی سے انکو قتل کیا۔ پھر دفن ہونے سے مانع ہوتے رہے۔ میت پر پتھر مارے۔ وغیرہ وغیرہ مظالم کی

کی داستان کہاں تک بیان کی جائے۔ مخالفین کو بھی جب موقعہ ملا۔ تو انہوں نے انتقام لینے میں کمی نہیں کی۔ باقی ہزار حرامزادوں کی پیدائش کو بہ یقین بیان کرنے کا ثبوت خدا جانے ایڈیٹر صاحب کے پاس کیا ہے؟ بفرض تسلیم کوئی پوچھے۔ ان واقعات کے ذمہ وار ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان کے ناکردہ پیروان اسلام کس اصول پہ گردانے جاتے ہیں۔ اور کیا پیروان ابوبکرؓ و عمرؓ فوج شام کی ان حرکات نازیبا کو بنظر استحسان دیکھتے آئے ہیں۔ کہ ان کو سنا سنا کر یہ واقعات دہرائے جاتے ہیں۔ کیا بنی امیہ کے خلاف بنی عباس اور سادات اور موالیان ایران نے بالاتفاق زیادتیاں کرنے اور انتقام لینے میں کچھ کمی کی ہے؟ مختار ثقفی ابراہیم اشتر سفاح وغیرہ مخالفین بنی امیہ نے کم خون کی ندیاں بہائی ہیں؟ کیا اچھا ہو۔ کہ یا تو ان واقعات کو سرے سے بھلا ہی دیا جائے۔ کیونکہ ان کے بار بار دہرانے سے شیعوں کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اور یا اگر کسی موقعہ پر ان کے ذکر کی نوبت آجائے۔ تو واقعات کے اسباب اولین پر بھی غور ضروری ہے۔ اس تصویر کا ایک ہی رُخ دکھانا سخت معیوب ہے۔ آئندہ اختیار ہے۔

(۸)

قولہ ۔ نہ کوئی واقعہ ایسا ملتا ہے۔ کہ سات ہزار شیعہ حافظ قرآن اس جرم پہ مارے گئے۔ کہ وہ شیعہ تھے۔ رسالہ اصلاح ربیع الاول ۱۳۳۸ھ صہ ۲۸

اقول ۔ میں جناب ایڈیٹر صاحب اصلاح کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ تاریخ صدر اسلام میں سے اس واقعہ کا پتہ نکال دیں۔ جس میں دو نہ چار نہ سو نہ ہزار بلکہ سات ہزار حافظ قرآن صرف تشیع کے جرم پہ تہ تیغ کئے گئے۔ وہ واقعی واقعہ کی نظیر کوئی خاک پیش کرے۔ جب اصل واقعہ ہی ثابت نہ ہو۔

یہ بھی فاضل ایڈیٹر صاحب کی کمال چالاکی ہے۔ کہ ان تمام بےنظیر واقعات کو ایسے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ گویا وہ ایسے مسلمہ واقعات ہیں۔ جن میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔ لیکن شکر ہے۔ کہ اوپر کے اعتراضات کے جواب میں ان کی دیانت کا حال خوب واضح ہو چکا ہے۔ ان کا فرض تھا۔ کہ وہ کسی نہ کسی کتاب کا حوالہ بھی ساتھ

کے ساتھ دیتے جاتے۔ تاکہ اصل کتاب کا مقابلہ کر کے بھیران کے مطالبہ کا جواب باصواب دیا جاتا۔ اہلسنت کے فرقوں میں سے غالباً کسی فرقہ نے بھی اختلاف عقاید کی بنیاد پر شیعوں کو بجبر اہلسنت بنانے کی کوشش نہیں کی ہے۔ برخلاف اس کے یہ شکایت صفویہ خاندان کی طرف عام طور پر منسوب ہے۔ اور انگریزی اور فارسی کتب تواریخ میں بھی موجود ہے۔ اور بخوبی یاد ہے۔ کہ علامہ مولوی شبلی صاحب نے بھی مجھکو کلکتہ میں بتلایا تھا۔ کہ صفویوں نے ایران کی سلطنت پر قابض ہو کر شیعہ مذہب کو بادشاہی مذہب قرار دیدیا۔ اور جہاں تک ہوسکا۔ اہلسنت کو زبردستی شیعہ ہو جانے پر مجبور کیا۔

لیکن فاضل اڈیٹر صاحب اصلاح۔ نے خدا جانے ان سات ہزار حفاظ قرآن مجید کے وجود اور بھیران کے قتل عام کا حکم محض بوجہ شیعہ مذہب ہونے کے کہاں اور کس کتاب میں دیکھ لیا ہے۔ جس کی نظیر اہلسنت سے باصرار تمام چاہتے ہیں۔

میں نے بھی بہت ورق گردانی کی ہے۔ بہت دیکھ بھال کی ہے۔ لیکن اس عدیم المثال واقعہ کی نظیر نہیں مل سکی۔ البتہ شیعوں کی ایک معتبر حیات القلوب میں آنحضرت صلعم کی ایک پیشگوئی کا ذکر ہے۔ جو کہ آپ نے اپنے اصحاب رضی کو واقعہ حرّہ کے متعلق فرمائی تھی۔ اس میں مروی ہے۔ کہ جیسے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا۔ واقعہ حرّہ کے دن ایسا ہی ہوا۔ جبکہ یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ روانہ کیا سنہ ۶۳ ہجری میں۔ اور ان کی یہ عبارت ہے۔

"چندیں ہزار کس از صحابہ رضی را دراں حرہ کشت۔ کہ ہفت صد نفر ایشاں قاریان قرآن بودند۔" دیکھو حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۴۸ در اخبار مغیبات۔

کیوں جناب میر صاحب! کہیں آپ کو اسی روایت سے تو دہوکہ نہیں ہوا۔ میں کچھ نہیں کہونگا۔ آپ سچ سچ فرما دیجئے۔ اگر میرا گمان درست ہے۔ تو غضب ہو گیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تحریف و تصحیف ہوگی۔ کہ ہفت صد قاریان قرآن جو صحابہ تھے۔ ان کو سات ہزار شیعہ کے نام سے ظاہر کر دیا؟

کیا اسی تحقیق حق پر آپ کو ناز ہے۔ اور ایسے ہی عجیب و غریب اتہامات و روایات

کو سرمایہ صداقت بنا کر آپ اہلسنت کو بدنام اور اپنے فرقہ کو فرقہ محقہ ظاہر کرتے ہیں۔
"اگر در خانہ کس است حرفے بس است"
ہادئ برحق ہم سب کو صراط مستقیم پر لا کر جمع کرے۔ والسلام علےٰ من تبع الہدیٰ

(خادم حسین احمدی۔ منصوری)

حدیث لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ میں بَعْدِیْ سے کیا مراد ہے

سوال کیا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کس طرح مسیح موعودؑ ہو سکتے ہیں۔ جبکہ ان کا دعویٰ ہے۔ کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو حضرت عمرؓ ہوتے؟

جواب۔ اول تو مخالفین کو وہ حدیث پیش کرنی چاہئے۔ جس میں لکھا ہو۔ کہ کہ آنیوالا مسیح نبی نہیں ہوگا۔ اگر وہ ایسا دکھائیں۔ تو بیشک ان کا یہ مطالبہ جائز ہوگا۔ کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ بایں وجہ کہ آپ نبوۃ کے مدعی ہیں۔ لیکن خوب یاد رکھیں۔ کہ وہ قطعاً ایسی کوئی حدیث نہیں دکھا سکتے۔ جس میں مسیح موعودؑ کی نبوۃ کی نفی کی گئی ہو۔ ہاں البتہ ایسی کوئی حدیث مل سکتی ہے۔ تو یہ کہ فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ (رواہ مسلم) مشکوٰۃ صد ۴۶۶۔ جس کے یقیناً یہی معنے ہیں کہ آنیوالا مسیح نبی ہوگا۔

اب اس حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ کہ دعوئ مسیحیت کے ساتھ نبوۃ و رسالت لازم ہے۔ پس منکرین کو یہ کہنے کا ہرگز حق حاصل نہیں ہے۔ کہ چونکہ مرزا صاحب نبی ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس لئے وہ مسیح موعودؑ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آپکا دعوئ نبوۃ آپ کے دعوئ مسیحیت کے کذب کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ جبکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعودؑ کو نبی اور رسول کا خطاب دیا ہے۔ ہاں انکو یہ حق پہنچ

سکتا ہے۔ کہ وہ آپ کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت طلب کریں۔ ورنہ مسیح موعود کے لئے نبی ہونا تو ایک مسلمہ امر ہے۔ پس جب مسیح موعودؑ کی نبوۃ کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم فرمایا ہے۔ تو حدیث مذکورہ بالا سیدنا حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ میں ہرگز روک نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر اس کے یہ معنے بھی کر لیئے جاویں۔ کہ قیامت تک کوئی نبی نہیں ہے۔ تب بھی مرزا صاحب کی نبوۃ (بموجب فرمودہ آنحضرتؐ کے) اس سے مستثنےٰ ہوگی۔

اب میں ان کے عذر نامعقول کو بیان کرنے کے بعد اور اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ آیا یہ حدیث کہاں تک قابل اعتبار ہے[1]۔ یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر میں بعدی سے ہرگز یہ مراد نہیں۔ کہ بعد موتی الی القیامۃ کوئی نبی نہیں۔ بلکہ بعدی کے معنے بغیری ہیں چنانچہ اس کے ثبوت میں قرآن کی دو آیات پیش کرتا ہوں۔ کہ جن سے بعدی کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

بعدی کے معنے بغیری

آیت اوّل مَا یفتح اللّٰہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لھا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہٖ وھو العزیز الحکیم (سورۃ فاطر ع۱) یعنی جو کھولدے اللہ لوگوں پر کچھ خیر تو کوئی نہیں اس کو روکنے والا۔ اور جو روک رکھے تو کوئی نہیں اس کو بھیجنے والا۔ سوائے اس کے اور وہی ہے۔ زبردست حکمتوں والا۔ تفسیر مولانا مولوی نواب صدیق حسن خانصاحب ص ۹۱۰۔

دوسری آیت ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعدہٖ وعلی اللّٰہ فلیتوکل المؤمنون (سورہ آل عمران ع ۱۷/۸)

ان ہر دو آیتوں میں ہرگز کوئی ہیر پھیر نہیں۔ بلکہ صاف اور واضح طور پر ظاہر ہے۔ کہ من بعدہٖ کے صرف یہی معنے ہیں۔ کہ "خدا کے سوائے یا اس کے بغیر"

حدیث کا صحیح مطلب اب ان معنوں کی رو سے حدیث کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ اس زمانہ

نوٹ [1]۔ یہ حدیث ترمذی میں آئی ہے جس میں اسے ضعیف لکھا ہے۔

میں جبکہ فسق و فجور اور بموجب آیۃ ظہر الفساد فی البرّ والبحر - ہر ایک بدی کمال کو پہنچ چکی تھی - لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے خدا تعالیٰ مجھے مبعوث نہ فرماتا - تو مجھے چھوڑ کر پھر حضرت عمرؓ ہی اس قابل تھے - کہ ان کو اس کام کے لئے کھڑا کیا جاتا - اور میرے سوا اگر کوئی اس بدعت و شرک کے زمانہ میں اس لائق تھا - کہ شریعت کی بنیاد اس کے ہاتھوں سے رکھی جائے - تو وہ حضرت عمرؓ ہی تھے -

حضرت عمرؓ کی خصوصیت کیا ہے

اور اس میں حضرت عمرؓ کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے - کہ ان کی طبیعت قدرتاً شریعت کے مسائل کے عین مطابق تھی - اور چونکہ نبی کی طبیعت قدرتاً ان مسائل و احکام کی طرف مائل ہوتی ہے - کہ جن کی اشاعت کے لئے وہ مبعوث کیا جاتا ہے - تاکہ ان پر عملدرآمد کرنا اس کے لئے آسان اور سہل ہو جائے - (کیونکہ فطرتی بات پر عمل کرنا بہت آسان ہوتا ہے) اس لئے بعد نبی کریمؐ کے حضرت عمرؓ ہی فطرتاً اسلامی شریعت کے متحمل ہونے کے قابل تھے -

چنانچہ کئی احکام ایسے ہیں - کہ جن کے نازل ہونے سے پہلے ہی حضرت عمرؓ نے یہ کہہ دیا تھا کہ یوں ہونا چاہیئے - اور پھر ویسے ہی حکم نازل ہو جاتا تھا - مشکوٰۃ مترجم صفحہ ۱۰۹ کے حاشیہ پر ان کی تعداد ۱۵ لکھی ہے - جیسا کہ پردہ - قصہ اساری بدر - والصلوٰۃ علی المنافقین وغیرہ کے احکام ہیں - اور اس کی تصدیق ایک حدیث سے بھی پائی جاتی ہے -

عن انس قال قال عمر وافقت ربی فی اربع (مشکوٰۃ باب مناقب عمرؓ) یعنی حضرت عمرؓ نے کہا - کہ چار باتیں ایسی ہیں - جو میں نے کہیں - اور خدا نے نازل کردیں - پس ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے - کہ حضرت عمرؓ کی فطرت شریعت کے عین مطابق تھی - اسی لئے حضرت نبی کریمؐ ان کی خصوصیت کرتے ہیں - ورنہ ان سے بڑھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی تو موجود تھے - کیوں ان کے متعلق یہ نہ کہا - کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا - تو ابوبکر ہوتا -

بعدی بمعنے بعد مرتبتی

اور اس بات کی تائید کہ بعدی بمعنی بعد مرتبتی کے معنوں میں بھی آتا ہے - ایک حدیث سے ملتی ہے - وہو ہذا -

عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل تدرون من اجود جوداً قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال اللہ تعالیٰ اجود جوداً ثم انا اجود بنی آدم واجودھم من بعدی رجل علم علماً فنشرہٗ (مشکوٰۃ مطبع دہلی صہ ۲۹)

نبی کریمؐ نے صحابہؓ سے پوچھا۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اول تو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے۔ پھر دوسرے درجہ پر میں سخی ہوں۔ اور میرے بعد یعنی میرے درجہ و مرتبہ سخاوت کے بعد وہ آدمی ہے۔ جو علم سیکھ کر اس کو پھیلاتا ہے۔ پس ٹھیک یہی معنے ہیں حدیث لو کان بعدی نبیؐ لکان عمرؓ کے کہ پھر اگر وحی قرآن نازل نہ کی جاتی۔ تو پھر میرے بعد دوسرا درجہ حضرت عمرؓ کا تھا۔ کہ وہ میری جگہ کھڑے کئے جاتے۔ نیز لَعْدِی بمعنے

بعدی کے معنے معی

"معی" بھی لغت میں آیا ہے۔ تو اس صورت میں اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ جس طرح حضرت موسےٰؑ اکیلے کام نہ کر سکے بلکہ ان کو حضرت ہارون کی ضرورت پڑی۔ اگر مجھے کسی دوسرے کی معیت اور مدد کی ضرورت ہوتی۔ تو اس ضرورت کو حضرت عمرؓ پورا کرنے کے اہل تھے"۔

راقم۔ تاج الدین (لائلپوری) مدرسہ احمدیہ قادیان

مونگھیری اعتراض کا جواب

منجملہ ان آیات کے کہ جن سے حضرت مسیح موعود کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ آیت ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً بھی ہے۔ یعنی مفتری علے اللہ سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہوتا۔ اس سے آپ کی صداقت اس طرح ثابت ہوتی ہے۔ کہ آیت ہذا میں مفتری علی اللہ کو اظلم قرار دیا گیا ہے۔ اور قرآن مجید میں ایک اصل اور قانون بیان کیا گیا ہے۔ کہ انہٗ لا یفلح الظلمون۔ یعنی ظالم ہرگز کامیاب نہیں ہوتا۔ پس جب ظالم کامیاب نہیں ہو سکتا۔ تو بھلا جو اظلم ہو۔ وہ کس طرح کامیابی کا منہ دیکھ سکتا ہے۔

سو اگر حضرت مرزا صاحب (نعوذ باللہ) مفتری علی اللہ ہوتے۔ تو ضرور تھا۔ کہ بموجب آیہ انہ لا یفلح الظلمون ناکام اور نامراد رہتے۔ مگر جیسا کہ اہل بصیرۃ پر پوشیدہ نہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے وہ کامیابی دی۔ کہ جس کی نظیر سوائے عظیم الشان انبیاء علیہم السلام کے ملنی مشکل ہے۔ اس قرآنی معیار پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور

آیت فمن اظلم پر جرح

وہ یہ کہ اگر مفتری علی اللہ واقع میں کامیاب نہیں ہوتا۔ تو عیسائی جن کو قرآن مجید میں مسیح کو ابن اللہ کہنے کی وجہ سے مفتری کہا گیا ہے۔ کیوں کامیاب ہو رہے ہیں۔

اس جرح کا جواب

سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اول تو چونکہ اس معیار کو (کہ ظالم کامیاب نہیں ہوتا) قرآن مجید نے پیش کیا ہے۔ نہ کہ ہم نے اپنی طرف سے۔ اس لئے یہ اعتراض ہم پر نہیں۔ بلکہ جو قرآن مجید پر وارد ہوتا ہے۔ (اور قرآن مجید مسلمہ فریقین ہے) دوسرے ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ معیار صحیح اور درست نہ مانا جاوے۔ اور یہ جائز سمجھا جاوے۔ کہ ایک مفتری بھی دنیا میں وہی عزت اور کامیابی پا سکتا ہے۔ جو ایک سچے اور راستباز انسان کو مل سکتی ہے۔ تو دنیا میں سچے اور جھوٹے کے درمیان کوئی امتیاز باقی نہ رہیگا۔ مانا کہ قیامت میں مفتری کو سزا دیجائیگی۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ دنیا میں صادق اور کاذب میں کس طرح فرق کیا جاوے۔ جبکہ دونوں ہی ایک جیسی کامیابی اور ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ پس عقلاً بھی اس معیار کو سچا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

افتراء علی اللہ کی دو قسمیں ہیں

اب میں اس اعتراض بے بنیاد کو بھی رفع کر دینا چاہتا ہوں کہ جو قرآن کریم پر غور نہ کرنے کیوجہ سے کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ نصارے باوجود مفتری ہونے کے پھر کامیاب ہو رہے ہیں۔ اور ترقی حاصل کر رہے ہیں۔ سو جاننا چاہئے۔ کہ قرآن مجید کی آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دراصل افتراء علی اللہ کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک یہ کہ براہ راست خدا پر افترا کرنا۔ جیسے کوئی یہ دعویٰ کرے کہ خدا مجھے الہام اور وحی سے مشرف کر کے مجھ پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ جھوٹ براہ راست افتراء کہلائیگا۔ (۲) دوسری قسم یہ ہے۔ کہ بالواسطہ خدا پر

افتراء کرنا۔ مثلاً کوئی یہ کہے۔ کہ خدا نے فلاں چیز کو حلال یا حرام کہا ہے۔ اور در اصل ایسا نہ ہو۔ یا مثلاً یوں کہے۔ کہ فلاں آسمانی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ خدا کا بھی بیٹا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک ایسا عقیدہ جو لاعلمی سے خدا کی طرف منسوب کیا جاوے۔ اور وہ واقعہ میں غلط ہو۔ تو یہ بالواسطہ افتراء کہلائیگا۔

پس یہ قانون کہ مفتری علی اللہ کامیاب نہیں ہوتا۔ صرف قسم اول کے متعلق ہے یعنی وہ مفتری جو براہ راست خدا پر افتراء باندھتا ہے۔ وہ ناکام و نامراد رہتا ہے۔ دوسری قسم کا افتراء کرنے والوں کے لئے یہ سزا نہیں ہے۔ بلکہ ان کے لئے تو دنیاوی فوائد کا حاصل کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ عیسائیوں کا ہی ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ قل ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون (سورہ یونس ع ۱۲)۔ کہدے کہ جو لوگ اللہ پر افتراء کرتے ہیں۔ (اس افتراء کی تشریح پہلی آیت میں کردی گئی ہے۔ کہ وہ کامیاب نہیں ہونگے۔ یعنی قیامت میں انہیں نامرادی ہی نامرادی نصیب ہوگی۔ باقی رہا یہ کہ دنیا میں بھی کچھ فائدہ حاصل کرسکتے ہیں یا نہیں تو فرمایا۔ کہ ہاں متاع فی الدنیا۔ یعنی دنیا میں کامیابیوں اور ترقیات کو حاصل کرسکتے ہیں۔ ثم الینا مرجعھم ثم نذیقھم العذاب الشدید بما کانوا یکفرون۔ پھر ہمارے ہی پاس آئینگے۔ ہم ان کو ان کے کفر کی وجہ سے سخت عذاب دینگے۔

پس عیسائیوں کا افتراء چونکہ دوسری قسم کا افتراء ہے۔ اس لیے ان کی ترقی اور کامیابی متاع فی الدنیا کے ماتحت آجائیگی۔ جو کہ قسم دوم کا افتراء کرنیوالوں کے لئے جائز رکھی گئی ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ بھی انہیں دو قسم کے افتراؤں کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا۔ ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات۔ کیا یہ کہتے ہیں۔ کہ اس قرآن کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے افتراء کے طور پر بنا لیا ہے۔ تو ان کو کہدے۔ کہ تم دس آیتیں ہی افتراء کے طور پر بنا لاؤ۔ مطلب یہ کہ نبی کریم (نعوذ باللہ) اگر مفتری ہوتے۔ تو ایسے مفتریوں کو تو کامیابی نصیب نہیں ہوا کرتی۔ (حالانکہ آپ کامیاب ہو رہے ہیں جس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ ہرگز مفتری علی اللہ نہیں ہیں

اور اگر تم اس معیار کو تسلیم نہیں کرتے۔ تو ایسا افتراء کر کے دیکھ لو۔ کہ کس طرح تمہیں جلدی ہلاک اور برباد کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا پر براہ راست افتراء کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔

اس پر اعتراض ہوتا تھا۔ کہ کفار بھی تو مفتری علی اللہ ہیں۔ پھر یہ کیوں بظاہر دنیاوی کامیابیاں حاصل کر لیتے ہیں۔ تو فرمایا۔ من کان یرید الحیوۃ الدنیا و زینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا و ہم فیہا لا یبخسون۔ (ہود ع ۲) جو لوگ دنیا کی زندگی اور اسکی زینت کو چاہیں۔ اور اس کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کریں۔ تو ہم ان کو پورا پورا بدلہ دیدینگے۔ اور ذرہ کم نہیں کرینگے۔ یعنی کافروں اور منکروں کا دوسرا قسم کا افتراء ہے اس لئے وہ اگر کسی کامیابی کا مونہہ دیکھ لیویں۔ تو اس سے ان کا سچا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسے مفتریوں کے لئے وہ قانون نہیں ہے۔ جو پہلی قسم کے مفتریوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے

ہاں اولئک الذین لیس لہم فی الاخرۃ الا النار۔ ان لوگوں کو قیامت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں ملیگا۔ پس عیسائیوں کی کامیابی اور ترقی سے حضرت مرزا صاحب کی کامیابی اور ترقی مشتبہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کا افتراء وہ افترا نہیں ہے۔ جس کے لئے دنیاوی کامیابیوں کا دروازہ بھی بند کر دیا گیا ہے۔ بلکہ ان کا افتراء قسم دوم والا افتراء ہے۔ جس کے ساتھ دنیاوی طور پر کسی قسم کا فائدہ اٹھانا منع نہیں ہے۔

پس حضرت مرزا صاحب اگر مفتری ہوتے۔ تو وہ کبھی بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ ایسے مفتریوں کے لئے ہی انہ لا یفلح الظلمون فرمایا گیا ہے +

تدبروا و تفکروا یا اولی الالباب

راقم

تاج الدین (لائلپوری) متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان (پنجاب)

شذرات

تناسخ

(۱) "اور جو (آدمی) یہ چاہے۔ کہ میرا بیٹا سفید رنگ کا پیدا ہو۔ ایک وید کا عالم اور پوری عمر (صدبرس) حاصل کرے۔ تب وے دونوں (میاں بیوی) چاول پکا کر دودھ اور گھی ڈالکر کھائیں۔ تو وے ایسا بیٹا پیدا کرنے کے قابل ہونگے۔"

(برہدارنیک اُپنشد ادھیائے ۶)

(۲) "اور جو یہ چاہے۔ کہ میرا بیٹا کپل رنگ (   ) اور بھوری آنکھوں والا پیدا ہو۔ اور دو ویدوں کا عالم ہو۔ اور پوری عمر کو حاصل کرے۔ تب وے دونو (میاں بیوی) چاول پکا کر دہی اور گھی ڈالکر کھائیں۔ تو وہ دونوں ایسے بیٹے کے پیدا کرنے میں طاقتور اور قابل ہونگے۔"

(برہدارنیک ادھیائے ۶)

(۳) "اور جو یہ چاہے۔ کہ میرا فرزند شیام (   ) رنگ اور لال آنکھوں والا پیدا ہو۔ اور تین ویدوں کا عالم اور پوری عمر حاصل کرے۔ تو وے دونوں خالی پانی میں چاول پکا کر گھی ڈال کر کھائیں۔ تو حسب دلخواہ لڑکا پیدا ہوگا۔"

(برہدارنیک)

(۴) "اور جو یہ خواہش کرے۔ کہ لڑکی پیدا ہو۔ اور وہ پنڈت ہو۔ اور پوری عمر حاصل کرے۔ تب وہ اس طرح کی لڑکی پیدا کرنے کے قابل ہونگے۔"

(برہدارنیک اونپشد)

(۵) "اور جو یہ چاہے کہ میرے پنڈت لڑکا مشہور عالم انجمن میں جانے والا سب بھلائی (رفاہ عام) کے کام کرنے والا (پبلک مین) جس کلام کو سنکر لوگ خوش ہوں۔ ایسا کلام کرنے والا (متکلم لڑکا) پیدا ہو۔ سارے ویدوں کا عالم اور پوری عمر

واصل کرنے والا ہو تو وے دونوں میاں بیوی
ڈال کر کھائیں۔ تو وے ایسی ہی اولاد پیدا کرنے کے قابل ہونگے "
(برہدارنیک اُپنشد ادہیائے ۶ براہمن ۴
ترجمہ پنڈت رنجارام صاحب آریہ سماجی)

آریہ سماج کے بھدرپرشو! برہدارنیک اُپنشد آپ کے نزدیک ایک مسلّم کاور اور مستند مذہبی و دھارمک پُستک اور کتاب ہے۔ جس سے کوئی بھی ایسا شخص جو آریہ سماج سے تعلق رکھتا ہے۔ انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آریہ سماج کے بانی مبانی شری سوامی دیانند آنجہانی نے اس کتاب کو اس گرنتھ کو ہاں ہاں اس پستک کو مستند اور قابل تسلیم کتب کی فہرست میں نمایاں جگہ دی ہے۔ پس جب یہ کتاب قدیم رشیوں کے زمانہ کی تصنیف ہے۔ اور تم سب کے نزدیک مسلم و مستند اور معتبر ہے تو پھر اس کتاب کی مندرجہ بالا عبارت جس کو ہم نے علیحدہ علیحدہ نقل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اور ملاحظہ فرماتے ہوئے ساتھ ہی اس کے تناسخ یعنی اواگون کے مسئلہ کو بھی پیش نظر رکھکر بتلائیے کہ محولہ بالا تعلیم کے سامنے تناسخ کا مسئلہ اپنی بنیاد پر قایم رہ سکتا ہے؟ اگر قائم رہ سکتا ہے۔ تو کسطرح؟ کیونکہ آپ تناسخ کی تعریف (الکشن) یہ کیا کرتے ہیں۔ کہ اس دنیا میں لڑکا یا لڑکی عورت یا مرد عالم یا جاہل امیر اور غریب بیمار اور تندرست۔ حاکم یا محکوم پیدا ہونا والدین کے کسی فعل کا نتیجہ و مآل نہیں۔ بلکہ اس جنم سے پہلے جنم میں کئے ہوئے نیک و بد اعمال و افعال کا ثمرہ و پھل ہے۔

پس اگر تمہاری یہ تعریف درست ہے۔ تو برہدارنیک اُپنشد کی محولہ بالا فلاسفی اور تعلیم غلط محض ہے۔ حالانکہ ایسا قرار دینے کا تمہیں کوئی استحقاق نہیں کیونکہ وہ ایک مستند اور معتبر کتاب ہے۔ پس اگر اس تعلیم کو صحیح اور راست قرار دو۔ تو تناسخ کا سارا تار پود اس تعلیم کے آگے ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ تعلیم تو امیر غریب عالم جاہل کالا گورا۔ لڑکی لڑکا پیدا ہونے کی علّت والدین کے اعمال قرار دیتی ہے۔ یعنی والدین کی مرضی و ارادہ پر منحصر ہے۔ کہ وہ جس طرح کی اولاد چاہیں۔ پیدا کر لیں۔ پس جب والدین

کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ کہ وہ جس قسم کی اور جیسی اولاد چاہیں۔ پیدا کر لیں۔ تو پھر تناسخ کیسے اور کسطرح صحیح و درست تسلیم کیا جاسکتا ہے۔
اُمید ہے۔ کہ آریہ سماج کے لائق اور سمجھدار اصحاب اس عقدۂ لاینحل کو حل کرنے یا اس ویدک گتھی کو سُلجھانے کی کوشش ضرور بالضرور عمل میں لائینگے۔ اور اپنی تحقیق سے ہمیں بھی آگاہ فرمائینگے۔

(کفارۂ یسوع)

(۱) "کیا فانی انسان خدا کے حضور صادق ٹھہرے گا۔ کیا بشر اپنے خالق کی بہ نسبت پاک ہوگا" (ایوب ۴/۱۷)

(۲) " انسان خدا کے آگے کیونکر صادق ٹھہریگا" (ایوب ۹/۲)

(۳) " کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے۔ کوئی نہیں" (ایوب ۱۴/۴)

(۴) " پس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجھا جاوے۔ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا۔ کیونکہ پاک ٹھہرے" (ایوب ۲۵/۴)

(۵) "انسان کون ہے۔ کہ پاک ہو سکے۔ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے۔ کہ وہ صادق ٹھہرے" (ایوب ۱۵/۱۴)

(۶) " کوئی نیکوکار نہیں" (زبور ۱۴/۱)

(۷) " کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" (زبور ۱۴/۳)

(۸) " کوئی نیکوکار نہیں" (زبور ۵۳/۱)

(۹) " کوئی نیکوکار نہیں۔ ایک بھی نہیں" (زبور ۵۳/۳)

(۱۰) " کون کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے اپنے دل کو صاف کیا ہے۔ میں گناہ سے پاک ہوں" (امثال ۲۰/۹)

(۱۱) " اسلئے کہ کوئی انسان زمین پر ایسا صادق نہیں کہ نیکی کرے۔ اور خطا نہ کرے" (واعظ ۷/۲۰)

(۱۲) "کوئی راستباز نہیں - ایک بھی نہیں - کوئی سمجھدار نہیں - کوئی خدا کا طالب نہیں سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمے بن گئے - کوئی بھلائی کرنے والا نہیں - ایک بھی نہیں " (رومیوں ۳ / ۱۰تا۱۲)

(۱۳) " اگر ہم کہیں کہ ہم بیگناہ ہیں - تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں - اور ہم میں سچائی نہیں " (یوحنا کا پہلا عام خط ۸/۱)

معزز ناظرین! پادری صاحبان کا یہ دعویٰ ہے - کہ چونکہ شروع دنیا میں انسان کے مورث اعلیٰ (آدم) نے گناہ کیا - اس لیے دنیا کے تمام انسان ورثۂ پدری کے سبب گنہگار ہو گئے - اور کوئی ایسا نہ رہا - کہ جو اپنے کو پاک اور بے گناہ یا معصوم کہہ سکے - اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحم کی صفت کو کام میں لانے کے لئے اپنے خاص اکلوتے دہلوٹھے بیٹے کو دنیا میں بھیجا - جو سراسر گناہوں اور خطاؤں سے پاک صاف منزہ و مبرہ تھا - یعنی مسیح یسوع - چونکہ وہ خدا کا بیٹا ہونے کے سبب سے معصوم عن الخطا تھا - اسلئے گنہگاروں کے گناہوں اور قصوروں کا کفارہ ہو گیا -

یہ ہے وہ لطائف منطق جو کفارہ مسیح کو ثابت کرنے کے لئے پادری صاحبان اپنی زبان فیض ترجمان سے عموماً فرمایا کرتے ہیں -

اس وقت ہمارا یہ منصب نہیں - اور نہ ہی اتنی جگہ اور وقت کی گنجائش رکھتے ہیں - کہ کفارہ کے رد میں عقلی دلائل مہیا کرکے آپکے سامنے رکھیں - مگر ہاں پادری صاحبان جو کفارہ کی تائید میں اپنی نرالی اور انوکھی منطق چھانٹا کرتے ہیں - وہ بجنسہٖ نقل کر دی گئی ہے -

اب آپکا کام ہے - کہ آپ پادری صاحبان کی اس بیہودہ دلیل کو اور محولہ بالا بائبل کے تیرہ حوالجات کو بالمقابل رکھ کر فیصلہ کریں - کہ پادری صاحبان اپنے بیان میں کہاں تک صادق ہیں

ہمارے نزدیک تو یہ عقیدہ غلط محض ہے - کیونکہ بائبل کے مندرجہ بالا حوالجات کے رو سے مسیح جسکو خدا کا اکلوتا اور پلوٹھا کہا جاتا ہے - بیگناہ اور معصوم نہیں

ثابت ہوتا۔ کیونکہ بائبل متعدّد مقامات پر اس امر کا بیّن طور سے اظہار کر رہی ہے۔ کہ "کوئی نہیں جو صادق ہو" "کوئی نہیں جو راستباز اور بیگناہ ہو"۔ اور پھر وہ جو عورت سے پیدا ہوا۔ پس چونکہ مسیح بھی ایک انسان تھے۔ اور عورت کے شکم سے پیدا ہوئے۔ اس لئے بروئے بائبل وہ بے گناہ اور معصوم نہیں ہو سکتے پس جبکہ وہ معصوم اور بیگناہ نہ تھے۔ تو پادری صاحبان کا یہ دعویٰ کہ چونکہ وہ بے گناہ تھے۔ اس لئے وہ گنہگاروں کا کفارہ ہو گئے یہ سراسر غلط اور دلیل سے خالی دعویٰ ہے۔"

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

"مقاصد قرآن"

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پہلا مقصد۔ قرآن شریف کے مقاصد میں سے ایک یہ ہے۔ کہ وہ تمام محامدِ کاملہ باری تعالیٰ کو بیان کرتا ہے۔ اور اس کی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اس کو بوضاحت بیان فرماتا ہے۔

دوسرا مقصد۔ قرآن شریف کا یہ ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کا صانع کامل ہونا۔ اور خالق العالمین ہونا ظاہر کرتا ہے۔ اور عالم کے ابتداء کا حال بیان کرتا ہے۔ اور جو دائرہ عالم میں داخل ہو چکا۔ اس کو مخلوق ٹھہراتا ہے۔ ان امور کے مخالفین کی تکذیب کرتا ہے۔ سو یہ مقصد ربّ العالمین میں بطور اجمال کے آگیا۔

تیسرا مقصد۔ قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا۔ اور اس کی رحمت عامہ کا بیان کرنا ہے۔ سو یہ مقصد رحمان میں بطور اجمال آگیا۔

چوتھا مقصد۔ قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرنا ہے۔ جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے۔ سو یہ مقصد رحیم میں بطور اجمال آگیا۔

۵ پانچواں مقصد۔ قرآن شریف کا عالم معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے۔ سو یہ مقصد مالک یوم الدین میں آگیا۔

۶ چھٹا مقصد۔ قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر اللہ اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق ردیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے۔ سو یہ مقصد ایاک نعبد میں آگیا۔

۷ ساتواں مقصد۔ قرآن شریف کا ہر ایک کام میں فاعل حقیقی خدا کو ٹھہرانا۔ اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علی الطاعۃ اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دنیا و دین اسی کی طرف سے قرار دینا اور ان تمام امور میں اسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا ہے سو یہ مقصد ایاک نستعین میں آگیا۔

۸ آٹھواں مقصد۔ قرآن شریف کا صراط مستقیم کے دقائق کو بیان کرنا ہے۔ اور پھر اس کی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دعا اور تضرع سے اس کو طلب کریں۔ سو یہ مقصد اہدنا الصراط المستقیم میں آگیا۔

۹ نواں مقصد۔ قرآن شریف کا ان لوگوں کا خلق و طریق بیان کرنا ہے۔ جن پر خدا کا انعام و فضل ہوا۔ تا طالبین حق کے دل جمعیت پکڑیں۔ سو یہ مقصد صراط الذین انعمت علیہم میں آگیا۔

۱۰ دسواں مقصد۔ قرآن شریف کا ان لوگوں کا خلق و طریق بیان کرنا ہے۔ جن پر خدا کا غضب ہوا۔ یا جو راستہ بھول کر انواع و اقسام کی بدعتوں میں پڑ گئے۔ تا طالب حق ان کی راہوں سے ڈریں۔ سو یہ مقصد غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں آگیا۔

تلک عشرۃ کاملۃ اور یہی تمام صداقتوں کے اصل الاصول ہیں۔

تشریح حدیث و یفیض المال

اثبات جہالت رأس الجہال

معلوم ہو کہ نزول مسیح موعود علیہ السلام کی بابت احادیث میں جو علامات و خواص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں انہیں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ اُس زمانہ میں مال کی بہتات ہوگی یہانتک کہ اُسے کوئی قبول نہ کریگا - حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی جس صفائی سے اس زمانہ میں پوری ہوئی ہے واقعات و مشاہدات روزمرہ سے ظاہر ہے شاید ہی کسی زمانہ میں دنیا مال و دولت کی یہ کثرت اور اجناس کی یہ قدر و منزلت ہوئی ہوگی جیسی کہ اس زمانہ میں ہو رہی ہے اور یہ سب نظارے ایک مدعی مسیحیت و مہدویت کی تصدیق کے لیے خداوند قادر و توانا نے بہم پہنچا دیے ہیں جنکو دیکھ کر ایک مومن کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور بے اختیار اُس مخبر صادق صلعم پر درود بھیجنے کو دل چاہتا ہے جس نے تیرہ سو برس پہلے خدائے علیم و خبیر کی طرف سے واقف ہو کر یہ احادیث و پیشگوئیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آگے بیان فرمائیں اور جو کہ اسلام کے دین برحق ہونیکے ثبوت میں ہم بکمال فخر و مباہات غیر مسلموں کے آگے پیش کر سکتے ہیں اللھم صل علی محمد و آلہ - لیکن مخالفین و معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہمیشہ یہی کوشش ہے کہ جہانتک ہو سکے ہماری ہر ایکبات کی مخالفت کی جاے خواہ اس مخالفت اور تکذیب کا اثر ہمسے گزر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیم پر بھی جا کر پڑے - چنانچہ نزول مسیح موعود کی احادیث میں سے ایک حدیث کے ایک جملہ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد کو لیکر اور اسکے غلط معنی کر کے مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث میں رقمطراز ہوتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام لوگونکو مال دینگے لیکن غنا کی وجہ سے اُسکو کوئی قبول نہ کریگا" اس حدیث کے مطابق چاہیے تھا کہ قادیان میں مال و دولت کے خزانے اتنے ہوتے کہ قادیان سونے چاندی بنجاتی" اہلحدیث ۵ رجون سنہ ۱۹۲۰ء منقول از الفضل ۱۷ رجون سنہ ۱۹۲۰ء اسکے جواب میں ایڈیٹر الفضل نے جو مختصر مگر مدلل جواب دیا ہے وہ نہایت معقول ہے لیکن مخالف و موافق کی مزید تسلی کے لیے چند ریمارک ذیل میں بھی عرض کیے جاتے ہیں جس سے مخالف امرتسری کا جاہل

بلکہ واقعی اس الجھاؤ ہونا اظہر من الشمس ہو جائے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق۔

اوّل۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ بقول معترض اگر کسی نبی یا امام کے پاس مال و دولت کے خزانے ہوں تو وہ سونے چاندی کے گاؤں یا مکان ہی بنوالے اور اگر نہ بنائے تو وہ نبی برحق یا امام صادق نہ ہوگا حدیث شریف میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان صداقت ترجمان سے مروی ہے اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی متفق علیہ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین مطبوعہ غزنویہ امرتسر صفحہ ۲۳۰ یعنی مجھکو زمین بھر کے خزانوں کی کنجیاں دیگئی اور میرے ہاتھ میں رکھی گئی ہیں۔ مقام غور ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام کے خزانوں اور مال کی تو کوئی تفصیل بھی نہیں دیگئی لیکن آنحضرت صلعم تو خود ارشاد فرماتے ہیں کہ زمین بھر کے خزانے مجھکو عطا ہوئے ہیں لیکن معترض بتلائے کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ منورہ کو سونے چاندیکا بنا دیا تھا؟ یا کم از کم اپنی حجرہ یا مسجد پر سونے چاندیکا پانی ہی پھروایا تھا؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو کیا نعوذ باللہ وہ نبی برحق نہیں؟ کیا سوائے اُن مخالفین کے جنھوں نے اس قسم کا سطحی معیار ثبوت اپنی جہالت و خیرہ چشمی سے تجویز کر کے کمال دیدہ دلیری سے کہا تھا کہ یکون لک بیت من زخرف ۱۵/۱۰ کہ اگر تم نبی ہوتے تو تمھارا گھر سونیکا ہوتا۔ کیا کسی مسلمان مومن صادق کو بھی ایسی باز پرس کی مجال ہوئی یا ہو سکتی ہے؟ اگر نہیں تو مسیح موعود قادیان سے بھی نہیں ہو سکتی۔ ہرچند بفرض محال وہ مالک خزائن و دفائن ہوں۔

دوم بقول معترض اگر مسیح موعود مال تقسیم کرے اور لوگ بوجہ غناء کے اسکا لینا قبول نکریں تو اس سے لازم نہیں کہ قادیان سونے چاندیکی بنجائے۔ وہ بتلائے کہ عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بنی اُمیہ نے بھی اپنے دار السلطنت دمشق کو سونے چاندی کا بنا لیا تھا؟ جسکی نسبت مورخین محققین اسلام نے لکھا ہے انہ وقع فی زمنہ ان الرجل کان یعرض مالہ للصدقۃ فلا یجد من یقبل صدقتہ یعنی اُسکے عہد میں ایسا واقعہ ہو چکا ہے کہ آدمی اپنا مال صدقہ و خیرات کے لیے پیش کرتا تھا مگر کوئی حاجتمند ایسا نہ پاتا تھا جو اُسکے صدقہ کو قبول کرے حالانکہ دمشق خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے پیشتر بھی شاہان نصاریٰ کا مشہور پایہ تخت تھا اور جب مسلمانوں نے اسے فتح کیا خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لیکر عمر بن العزیز کے عہد تک تقریباً سو برس تک تمام خلفائے بنی اُمیہ کا دار الخلافہ رہا اور بغداد سے پہلے مسلمانوں کا گویا عروس البلاد

دمشق ہی تھا۔ پس ایسے شہر کو یا کم از کم قصر خلافت کو ہی سونے چاندی کا بنانا چنداں مشکل امر نہ تھا۔ ورنہ بقول معترض ایسے نیکدل اور عادل اور فیاض عالم بلکہ مجدد صدی اول خلیفہ سے باز پرس لازم ہے کہ جب صدقات کو لوگ بوجہ غناء کے قبول نہ کرتے تھے تو لامحالہ وہ مال بچت رہتا ہوگا پھر آپ نے دمشق کو سونے چاندی کا کیوں نہیں بنا دیا لیکن جب کوئی خوش اعتقاد مسلمان اور عقلمند انسان عمر بن عبد العزیز پر نہ اسکے عہد خلافت میں معترض ہوا اور نہ اب کوئی ہو سکتا ہے تو قادیان جیسی معمولی بستی کے مجدد و مسیح پر ایسا اعتراض و سوء ظن کس بنا پر صادق آ سکتا ہے۔

سوم کثرت مال و خزائن کا نتیجہ ہمیشہ عیش پسندی و مرفہ الحالی نہیں ہوتا بلکہ اکثر ظہور فتن و مفاسد کا اندیشہ بھی اسکے ساتھ لازم ہوتا ہے جیسے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شئ حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنهم بغتة فاذا هم مبلسون ۔ سورہ انعام اور بخاری کی حدیث میں آتا ہے ان ام سلمة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال استیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة فزعا یقول سبحان اللہ ماذا انزل اللہ من الخزائن وماذا انزل من الفتن من یوقظ صواحب الحجرات یرید ازواجه لکی یصلین رب کاسیة فی الدنیا عارية فی الآخرة ۔ کتاب الفتن باب لا یاتی زمان الا الذی بعده شر منه ۔ مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۱۴۸۔ اسیطرح کثرت مال کو علامات قیام قیامة میں شمار کیا گیا ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے لا تقوم الساعة حتی یفیض المال وتظهر الفتن ویکثر الهرج قالوا وما الهرج یا رسول اللہ قال القتل القتل القتل ثلاثا دیکھو ابن ماجہ باب اشراط الساعة مطبوعہ ۱۲۷۳ عمدة المطابع دہلی صفحہ ۳۰۲۔

چہارم معترض نے جو ترجمہ یفیض المال کا کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام لوگوں کو مال دینگے یہ غلط ہے بلکہ اسکا معنی یہ ہے کہ نزول مسیح موعود کے وقت لوگوں کے پاس پہلے سے از خود ہی مال زیادہ ہوگا اور بوجہ کثرت کے گویا بہا بہا پھریگا چنانچہ میرزا حیرت دہلوی نے اردو ترجمہ بخاری شریف کا کیا ہے اسمیں خاص اس حدیث کے اس جملہ کا ترجمہ انھوں نے یوں کیا ہے "اور مال بہا بہا پھرے گا" دیکھو ترجمہ بخاری مطبوعہ کرزن گزٹ پریس دہلی جلد ۲ صفحہ ۵۶۲ اگر کہو کہ میرزا حیرت کا عربی داں علماء اہل حدیث میں شمار نہیں اسواسطے انکا ترجمہ سند نہیں

توہم نواب صدیق حسن خان کی کتاب سے ایک دوسری حدیث نزول مسیح میں بھی اسی جملہ کا ترجمہ اُن کے ہی الفاظ میں دکھا سکتے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں و ترک دہد صدقہ را یعنی زکوٰۃ را بسبب عدم قابض دیگر نده او و ظاہر شوند کنوز و خزائن در زمانہ او۔ حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۴ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں بھی لکھا ہے یفیض بفتح اولہ من فاض الماء یفیض اذا اکثر سار کالوادی یعنی یفیض کے پہلی حرف پر زبر ہے پانی کے بہنے سے جب زیادہ ہو جائے یہانتک کہ بہ پڑے مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۲

پنجم اگر جملہ مذکورہ کے ظاہری معنے مراد لیں جیسے کہ معترض نے لیے ہیں تو جملہ کے حصہ اول و دوم میں کوئی ربط بھی قائم نہیں رہتا اور رسول صلعم جیسے افصح الفصحاء و ابلغ البلغاء انسان جنکی شان اوتیت بجوامع الکلم ہے ممکن نہیں کہ ایسا بے جوڑ اور بے ربط کلام ارشاد فرمائیں ورنہ معترض بتلائے کہ کیا ایسا ہونا بھی ممکن ہے کہ مسیح موعود تو لوگوں میں مال و دولت تقسیم کریں اور لوگ اسکو قبول ہی نہ کریں اور اسکی وجہ یہ ہو کہ لوگ پہلے سے مالدار ہوں گے۔ اول تو یہ دریافت طلب ہے کہ مسیح موعود کو اتنا مال و دولت میسر ہی کہاں سے ہو گا کہ وہ تمام مسلمانوں کو بکثرت عطا فرمائیں گے کیا قرآن کریم میں یا حدیث شریف میں کہیں اس بیشمار مال و دولت کے ماخذ و مخرج کا ذکر آیا ہے؟ اگر کہو کہ مسیح موعود کے پاس خزانے ہونگے تو پھر ساتھ ہی انکو رسول صلعم سے افضل اور ساتھ ہی بجائے تابع سنت نبوی و تابع کتاب اللہ ماننے کے مخالف سیرۃ و سنت نبوی ماننا پڑیگا کیونکہ رسول صلعم کی نسبت حکایتًا خدا فرماتا ہے کہ اے نبیؐ ان لوگوں سے کہو کہ میں علم غیب سے واقف نہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خزانے جمع ہیں قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب ۔ اگر کہو کہ کفار کے ساتھ جنگ و جہاد کر کے اُن خزانوں پر قابض ہو جائیں گے تو یہ امر بھی مخالف حدیث اور مخالف اُن کے فرض منصبی کے ہے کیونکہ جملہ زیر بحث یفیض المال سے پہلے یضع الجزیۃ حدیث میں آیا ہے اور بعض حدیثوں میں جملہ فیضع الحرب مروی ہے۔ بخاری شریف میں نزول مسیح علیہ السلام کی حدیث کے ترجمہ میں مرزا حیرت دہلوی نے فیضع الحرب کا ترجمہ لکھا ہے اور جنگ موقوف کر دینگے۔ ایسے ہی وضع حرب کے معنے لغت عرب میں ترک جنگ ہیں۔ ای کمثت وضعت الحرب بیننا و بینہ ای سقطتہا (مجمع البحار۔ زیر لفظ وضع صفحہ ۴۲۵ نولکشور) اور (نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے مبعدم

گردو قتال وجدال (حجج الکرامۃ صفحہ ۴۲۵) جس طرح ایک نبی یا ولی کے دست مبارک سے لوگونکا مال نہ لینا التعجب انگیز ہے اسی طرح مالدار لوگونمیں بلا ضرورت خواہ نخواہ مال تقسیم کرنا بھی کم حیرتناک نہیں ہے کیونکہ یہ صریح اسراف ہے اور بعید از حکمت بھی۔

ششم معترض نے جو عدم قبول مال کی وجہ غنا لکھی ہے وہ خلاف فطرت انسانی ہے کیونکہ انسان من الطبع اور مال و دولت کے لیے جیسے پہلے حریص تھا اب بھی ہے اور آیندہ بھی رہیگا اس فطرۃ و سیرۃ انسان کے بیان میں متعدد آیات و احادیث صحیحہ شاہد ہیں مثلاً زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ۔ بل تحبون العاجلۃ ۲۹ الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر ۳۰ اور حدیثوں میں مذکور ہے کہ انسان ایسا حریص واقع ہوا ہے کہ اگر اسکو ایک وادی سونے کی بھری ہوئی ملجاوے تو یہ خواہش کریگا ایک دوسری بھی ملجائے اگر دو وادیاں ملجائیں تو چاہیگا کہ کاش ایک تیسری بھی ملجاے لو ان ابن آدم اعطی وادیا ملاٴ من ذھب احب الیہ ثانیا ولو اعطی ثانیا احب الیہ ثالثا ولا یسد جوف ابن آدم الا التراب۔ بخاری کتاب الفتن باب مایتقی من فتنۃ المال مطبوعہ مصر جزء الرابع صفحہ یا قناعت پر کند یا خاک گور۔

اور خود شارحین حدیث نے عدم قبول مال کی وجہ وہ پریشانی و سراسیمگی لکھی ہے جو آثار قرب قیامت کے نمودار ہونے پر لوگونکو لاحق حال ہوگی۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں وظاہر شوند کنوز وخزاین در زمانہ او ورغبت نکند در چیدن اموال بسبب علم بقرب ساعۃ۔ حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۵۔ اسی طرح فتح الباری میں حتی یکثر فیکم المال کی حدیث کی تشریح میں لکھا ہے ویحتمل ان یکون ھذا الاخیر خروج النار واشتغال الناس بامر الحشر فلا یلتفت احد حینئذ الی المال بل یقصد ان یتخفف ما استطاع جلد ۱۳ مطبوعہ مصر کتاب الفتن باب خروج النار۔ اور عدم قبول مال کے لیئے غناء کی وجہ سے یہ وجہ زیادہ ترچسپاں بھی ہے۔ پس جب معترض کی مجوزہ وجہ عدم قبول ہی خلاف قرآن وحدیث ومخالف قیاس محققین ہے تو اسکا نتیجہ کہ قادیان سے سونے چاندی کی بیجاتی کس طرح قابل قبول ٹھہر سکتا ہے؟ اور جب بقول محققین عدم قبول مال کی وجہ

یہ ہو کہ قرب قیامت کا علم یقینی ہو جائے گا تو پھر مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت کب وہم و گمان میں آسکتا ہے کہ ایسی آخر انفری میں انکو نمرود و شداد کی طرح سونے چاندی کے محلات وتعمیرات کا شوق دامنگیر ہو گا۔ فتدبر۔

ہفتم اگر بقول معترض مسیح موعود علیہ السلام کو سونے چاندی کے خزانوں کا مالک مانا جائے تو پھر مسیح موعود اور مسیح الدجال میں کوئی فرق نہیں رہ سکتا کیونکہ دجال کے متعلق بھی حدیثوں میں مذکور ہے کہ دنیا جہان کے خزانوں پر اسکو تصرف حاصل ہو گا مثلاً مروی ہے وقبائل جن او را تابع شد برائے وے خزائن ارض بیروں آرند۔ حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۴

خود دجال کی وجوہ تسمیہ و اشتقاقات لغت عرب میں لکھا ہے او من دجل اذا (طلی بالذہب) او (من الدجال) کغراب (للذہب اوماءہ) عن کراع ھکذا ضبطہ الصاغانی والصواب ان الدجال بمعنی الذہب کشداد ... سمی بہ (لان الکنوز تتبعہ) حیث سار" تاج العروس جلد السابع مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱۵ زیر لفظ دجل۔ اور دائرۃ المعارف مطبوعہ مصر جلد السابع صفحہ ۶۲۲ ذکر الدجال یعنی دجل سے یہ مشتق ہے جس کے معنے سونے کا پانی چڑھانا ہے (چنانچہ محاورہ عرب میں کہتے ہیں دجل السیف (تلوار مطلا کی) یا دجال بر وزن غراب سے جس کے معنے سونا یا سونے کے پانی کے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ دجال بروزن شداد کے معنے سونے کے ہیں ... اور یہ اسکی وجہ تسمیہ ہے کیونکہ خزانے اسکے پیچھے پیچھے ہوں گے جدھر جدھر وہ جائیگا۔ پس لازم ہے کہ مسیح موعود اور مسیح الدجال کے مال اور اسکی نوعیت میں مابہ الامتیاز کچھ ہو۔ ورنہ قباحت ظاہر ہے۔ اور شکر ہے کہ قرآن مجید اور فرقان حمید میں وہ مابہ الامتیاز موجود ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ع ۳ اور عام طور پر بھی زبان زد عوام ہے کہ ایمان بڑی دولت ہے۔ پس جس مسلمان کو خدا و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وہدایات پر ایمان کامل ہے اور انبیاء کرام و ائمہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ وسنتہ سے واقف ہے وہ ضرور مسیح موعود علیہ السلام اور دجال مردود کے مال اور اسکی نوعیت

تقسیم میں فرق ملحوظ رکھے گا۔ ہاں جو معترض کی طرح دنیا کا کیڑا اور دنیا کے مال و دولت پر فریفتہ ہے وہ اپنے نفس کی طرح مسیح موعود کو بھی دنیوی مال و دولت کو جمع کرنیوالا خیال کرے گا۔ ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست + اور یہی ہدایت و حکمت کی دولت ہے جسکو معلمان ہدایت لا اسئلکم علیہ مالاً ۱۱/۳ کہہ کر مفت تقسیم کرتے ہیں لیکن عام لوگ قبول نہیں کرتے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاکثرھم للحق کارھون ۱۸/۴ اور پھر اسکی تائید اسی حدیث نزول مسیح موعود کے ایک اور فقرہ سے بھی ہوتی ہے حتی تکون السجدۃ الواحدۃ احب الیھم من الدنیا وما فیہا۔ بخاری۔ اس کی شرح میں مرقاۃ میں لکھا ہے وانما اراد بذلک ان الناس یرغبون فی امر اللہ ویزھدون عن الدنیا۔

ہشتم۔ معترض بتلائے کہ اگر اس کا مزعومہ مسیح موعود جسکی نسبت انجیل شہادت دیتی ہے کہ اسکو اپنی پہلی زندگی میں سر رکھنے کو جگہ نہ تھی اور جو اپنے حواریوں کو تلقین کرتا تھا کہ زمین میں خزانے جمع کرو اور یہ کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزر جانا ممکن ہے لیکن دولتمند کیلیئے آسمانی بادشاہت میں داخل ہونا ممکن نہیں۔ جب وہ دوسری دفعہ آسمان سے نازل ہوگا تو برخلاف اپنی تعلیم کے کس طرح خود ہی خزانے جمع کرنیوالا اور اپنے مکان بلکہ ساری بستی کو سونے چاندی کا بنا دیگا؟ اور خصوصاً اس حالت میں کہ وہ قرآن جسمیں آیا ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ۱۰/۱۱ اُس سید الانبیاء کی سنت کا پابند ہوگا جسکا ارشاد ہے کُنْ فی الدنیا کانک غریب او عابری السبیل۔ بخاری کتاب الرقاق جلد ۴ ص [illegible]۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو وہ مسیح موعود نہ ہوگا؟ لیکن انشاء اللہ وہ ایسا اعلان ہرگز نہیں کرسکتا۔ جب نہیں کرسکتا تو کسقدر بے انصافی ہے کہ ایک امر محال کو ممکن قرار دیکر ایک داعی حق کی تکذیب کی جسارت کرتا ہے۔

نہم ۹ جب آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کی تفسیر و تشریح کے لیے بہترین اصول تفسیر بعضہ بعضاً قرار دیا گیا ہے تو کیا معترض حدیث یفیض المال

مزعومہ توجیہ کی تائید میں کوئی ایک حدیث بھی ایسی پیش کرسکتا ہے جس سے ثابت ہو کہ مسیح موعود اپنے مکان اور اپنے گاؤں سونے چاندی کے بنوائے گا؟

برخلاف اسکے ماہرین حدیث جانتے ہیں کہ کثرت مال کا ذکر خاص طور پر علامات قیامت کے بیان میں متعدد احادیث مذکور ہیں اور پھر وہ ذکر بھی ان ہی الفاظ میں ہے اور ساتھ ہی یاد رہے کہ ان ابواب میں یا ان احادیث کے سباق وسیاق میں مسیح موعود کا کوئی ذکر نہیں تو اس سے لامحالہ یہ نتیجہ نکلا کہ تقسیم مال کو مسیح موعود کی طرف منسوب کرنا معترض کی خوش فہمی ہے اور بس۔

اب ذیل میں چند احادیث لکھی جاتی ہیں جس سے قرب قیامت میں کثرت اور لوگوں کا ہمہ تن جمع مال وزر میں مستغرق ہونا ثابت ہو۔

ا لا تقوم الساعة حتی یفیض المال وتظهر الفتن ویکثر الهرج قالوا وما الهرج یارسول الله صلی الله علیه وسلم قال القتل القتل ثلاثا۔ دیکھو ابن ماجہ باب اشراط الساعۃ مطبوعہ عمدۃ المطابع دہلی سنہ ۱۲۷۳ ص ۲۹۹

قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ مال بہتا پھرے اور فتنے ظاہر ہوں اور ہرج بکثرت ہو صحابہ نے عرض کیا کہ ہرج کیا ہے فرمایا قتل قتل قتل تین دفعہ

ب فوالله ما الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوها کما تنافسوها وتلهیکم کما الهتهم۔ بخاری۔ کتاب الرقاق جلد ۴ ص ۹۷ فرمایا کہ مجکو تمہارے مفلس ہوجانے کا خوف نہیں ہے لیکن خوف اس بات کا ہے کہ دنیا کی فراخی تمکو حاصل ہوگی جسطرح انکو ہوئی جو تم سے پہلے تھے پس تم اسکا لالچ کروگے جسطرح انھوں نے کیا تھا اور وہ تم کو غافل کردے گی جسطرح انکو کرچکی ہے۔

ج وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض وانی والله ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنی اخاف علیکم ان تنافسوا فیها۔ بخاری جلد ۴ ص ۹۷۔ خدا نے مجکو روئے زمین کے خزانوں کی

کنجیاں دیدی ہیں یا فرمایا زمین کی کنجیاں اور یہ کہ خدا کی قسم میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ تم اسکے حریص ہو جاؤ گے

د ایک حدیث میں جو ثوبان سے مروی ہے مسلمانوں کی حالت زار اور ہجوم کفار کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ کفار کے دلوں سے تمھاری ہیبت اٹھ جائے گی اور تمھاری دلوں میں وھن بھر جائیگا اور وھن کی تفسیر میں فرمایا حب الدنیا وکراھیۃ الموت۔

ابو داؤد۔ باب فی تداعی الامم علی الاسلام کتاب الملاحم مطبوعہ مصر کانپور ص۲۱۵ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر علامات قرب قیامت کی ارشاد فرمائی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک دو یہ ہیں کہ جب لوگوں کو دیکھو کہ دنیا کے لیے دین کو بیچتے ہیں اور قاری لوگ فاسق ہوں۔ بھیڑوں کے پوست سے پوشش بنائیں ان کے دل مردار سے زیادہ گندے اور صبر سے بھی زیادہ تلخ ہونگے خداوند کریم انکو اس فتنہ میں مبتلا کریگا جسطرح یہود اسمیں پڑے تھے۔ اور ظاہر ہوں اشرفیاں روپے اور پیسے زیادہ ہو جائیں۔ بپوشاند ایشاں را خدا تعالی فتنہ را کہ بیفتند دراں ہمچو افتادن یہود وظاہر شود صفراء یعنی دینار و مطلوب شود بیضاء یعنی درہم۔ حجج الکرامہ ص۲۹۹۔

دہم۔ تقسیم مال کا ذکر البتہ بجائے مسیح موعود کے امام مہدی علیہ السلام کی حدیثوں میں ضرور آیا ہے۔ چنانچہ ابو داؤد نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے یقسم المال ویعمل فی الناس بسنۃ نبیھم صلی اللہ علیہ وسلم ویلقی الاسلام بجرانہ علی الارض۔ ابو داؤد معہ تعلیق المحمود باب اول کتاب المہدی ص۵۸۹۔ اور حجج الکرامہ میں بھی علاوہ حدیث محولہ بالا کے دوسری احادیث بھی مروی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ مہدی خود بھی بکثرت مال تقسیم کرینگے اور لوگ بھی خود ان سے طلب کرینگے۔ اور لا یعدلہ احد کا کوئی ذکر نہیں و المال یومئذ کدوس فیقوم الرجل فیقول یا مھدی اعطنی فیقول خذ دوسری حدیث میں ویعطی المال صحاحا ص۳۶۱۔۳۶۲ وصل پنجم۔

جب مسیح و مہدی کا مقصد اور فرض منصبی تقریباً یکساں ہے اور دونوں تابع
شریعت نبوی مسلّم ہیں چہ مہدی و عیسیٰ ہر دو ناصر دین اسلام و تابع سنت خیر الانام
و محیی سنن رسول کریم باشند پس فعل و عمل ہر یکے گویا صنیع دیگرے است بلا تفاوت
حجج الکرامہ صد ۳۶۳ ۔ حضرت مسیح موعود جس کی نسبت اماماکم منکم اور
فامکم بکتاب اللہ وسنۃ نبیکم مروی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ مہدی
سے تو لوگ سوال کرینگے اور وہ انکو مال عطا کرینگے اور وہ تبرکاً ان سے لیلیا کرینگے
لیکن مسیح موعود کے ہاتھ سے مال لینے سے وہ سراسر انکار کریں گے ۔ کیونکہ وہ پہلے سے
غنی ہوں گے اور بوجہ غنا کے قبول ہی نہ کرینگے جسکی بنا پر معترض کہتا ہے کہ اس
حدیث کے مطابق چاہیئے تھا کہ قادیان میں مال و دولت کے اتنے خزانے ہوتے
کہ قادیان سونے چاندی کی بنجاتی ۔ اگر معترض کہے کہ چونکہ حدیث میں مسیح و مہدی
سے ایک ہی شخص مراد ہے نہ دو جدا جدا اشخاص تو بھی اس کا اعتراض ہم پر صادق نہیں
آسکتا کیونکہ لوگوں کے سوال اور مہدی کے عطائے مال سے تو جمع خزائن کا احتمال اٹھ
بھی امر محال ہو جاتا ہے ۔ فہو المراد ٭ و تلک عشرۃ کاملۃ ۔ سہ کہ دل اندرہ
شود ورنہ سخن بسیار است ٭ والسلام علیٰ من اتبع المہدیٰ ۔ خادم حسین بھیروی

تصحیح رسالہ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	حَرْبٌ	حَرْبُ	۱۹	۹	زیدوا	زیدیا
۲	۷	یُفَیِّضُ	یَفِیضُ	۱۹	۲۰	الہام	ابہام
۴	۳	ایاتٌ	اٰیاتٍ	۲۲	۱۷	ائمہ	ائمّہ
۴	۷	موازلبتہ	مُوَاظَبَتِہٖ	۲۵	۱۲	لہم	لہم
۵	۲۲	خلق	نشاۃ وحدت	۲۵	۱۵	انکو	نہ انکو
۷	۹	حتولہٗ	قولہٗ	۵۲	۱۳	یُفَیِّضْ	یَفِیضُ
۹	۱	جو		۵۲	۱۷	مستانف	مستانِف
۱۱	۲	تَنَزَّلُ	تَنْزِلُ	۵۶	۱۴	اعبدہا	اعیذہا بک
۱۰۱	۲۱	دو تین ناظرین	دو تین آیات انکو	۵۸	۹	من عند عبد اللہ	من عند غیر اللہ
				۵۸	۱۶	سبق	سلیقہ